جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ

ماهنامه

العصر

پشاور
پاکستان

جولائی ۱۹۹۹ء ربیع الاول ۱۴۲۰ھ

مدیر مسئول

مفتی غلام الرحمان

آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

ماہنامہ العصر پشاور

مجلس مشاورت
مولانا حسین احمد
مفتی نجم الرحمٰن

قانونی مشیر
جناب نثار خان ایڈووکیٹ

جلد نمبر ۵ شمارہ ۷

مجلس ادارت
مدیر مسئول
غلام الرحمٰن
نائب مدیر
ذاکر حسن نعمانی

فون و فیکس نمبر
۰۹۱-۲۴۲...
پی او بکس نمبر ۱۲۰۹ پشاور صدر - صوبہ سرحد پاکستان

جولائی ۱۹۹۹ء ربیع الاول ۱۴۲۰ھ

زیر سرپرستی حضرت مولانا سید شیر علی شاہ زید مجدہم حضرت مولانا حکیم لطف الرحمٰن صاحب زید مجدہم

قیمت -/10 روپے

فہرست مضامین

کارگل میں دفاعی حکمت عملی کی تبدیلی
پاندرھویں ترمیمی شریعت بل سے غداری — اداریہ — ۲
محاسن القرآن — مفتی غلام الرحمٰن — ۸
شیخ عبدالعزیز بن باز کی رحلت — مولانا شیر علی شاہ — ۱۳
دارالافتاء — مفتی غلام الرحمٰن — ۱۸
متحدہ علماء بورڈ کے نام کھلا خط — ڈاکٹر احمد علی — ۲۳
محنت اور اجرت — مفتی ذاکر حسن — ۳۸
اخبار الجامعہ — مولانا تحمید اللہ جان — ۴۵

ناشر و دفتر مفتی غلام الرحمان نے وحدت پرنٹنگ پریس خیبر بازار پشاور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ العصر جامعہ عثمانیہ عثمانیہ کالونی نوتھیہ روڈ پشاور صدر سے شائع کیا

بدل اشتراک فی پرچہ ۱۰ روپے، سالانہ اندرون ملک ۱۰۰ روپے بیرون ملک ۲۰ ڈالر کی قیمت

العصر اور آپ کی ذمہ داری

جن حضرات کی رکنیت کا ایک سال پورا ہو رہا ہے۔ ان سے درخواست ہے کہ نئے سال کے لئے اپنا چندہ مبلغ =/100: روپے) سالانہ مقامی نمائندگان کے ذریعہ یا بذریعہ منی آرڈر دفتر العصر کو بھیج دیں تاکہ اس کرتور مہنگائی۔ ناموافق فضا اور ابتدائی حالات کے ہوتے ہوئے ادارہ اپنا خوشگوار سفر جاری و ساری رکھ سکے۔

چندہ کے اختتام پر اطلاع دینے کے باوجود کسی رکن کی طرف سے زرتعاون موصول نہ ہوا تو (وی۔ پی) بھیجا جائے گا۔ جس کو وصول کرنا رکن کا اخلاقی اور مذہبی فریضہ ہے۔

ادارہ العصر کے نمائندگان حضرات

1- خان بادشاہ :- سٹور سپروائزر چراٹ سیمنٹ فیکٹری پوسٹ بکس 28 ضلع نوشہرہ
2- مولانا فصیح الرحمان صاحب :- A/229 بلاک اے شیر شاہ کالونی کراچی 28
3- مولانا مفتی محمد نعیم :- منیر برادرز نیو روڈ منگورہ سوات
4- مولانا ضیاء الرحمان :- حبیب جنرل سٹور جلی مارکیٹ [illegible] ضلع نوشہرہ
5- شاہ نواز صاحب :- گاؤں باندہ منیر خان ڈاک خانہ سرائے [illegible] ضلع ہری پور ہزارہ
6- حمید خان و ظاہر شاہ :- پاکستان ٹوبیکو کمپنی اکوڑہ خٹک ریڈ ہینڈ [illegible] گروپ ضلع نوشہرہ۔
7- مولانا شمشاد علی صاحب :- ناظم اعلیٰ دارالعلوم سعیدیہ اوگی ضلع مانسہرہ۔
8- قاضی محمد طیب :- مقام عمرزئی ضلع چارسدہ
9- جناب غنی الرحمان :- غنی فوٹو سٹیٹ مل روڈ مردان
10- مولانا خلیل اللہ حقانی :- مقام روپ کنی تحصیل الائی ضلع بٹ گرام
11- مولانا خواجہ عبدالماجد صدیقی :- خانیوال ایک مینار والی مسجد
12- مولانا مفتی محمد زرین شاکر خطیب جامع مسجد صدیق اکبر محلہ پٹھان، حیدر آباد
13- حاجی محمد حسین - حسین انٹرپرائزز ڈھیری باغبانان پشاور
14- مفتی دلبر شاہ - مدرسہ عربیہ اظہار الاسلام پنڈی روڈ چکوال
15- قاری ولی اللہ - خطیب (پی ٹی ڈی) پشاور

صدائے عصر

مدیر مسئول

کارگل میں دفاعی حکمت عملی کی تبدیلی

یا

پندرھویں ترمیمی شریعت بل سے غداری کی سزا

وہی ہوا جس کا ڈر تھا امریکہ بہادر نے راتوں رات ہمارے بھاری مینڈیٹ کے وزیراعظم اور ساتویں ایٹمی طاقت کے منتظم اعلیٰ کو قصر ابیض (وائٹ ہاؤس) طلب معلوم نہیں حکم حاضری تھا یا اعلان گرفتاری ؟ اتنی برق رفتاری سے اس پر عمل ہوا کہ آنکھ کھلتے ہی وزیراعظم وہاں حاضر تھے لوگ ایمل کانسی اور یوسف رمزی کے معاد اقتسال حکم کا نمونہ بھول گئے ملاقات کی کیفیت کیا تھی آقا بہادر جلال میں تھے یا جمال اندرون خانہ کی کہانی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے تاہم معاہدہ واشنگٹن مسلمانان پاکستان کے بیسویں صدی کا انمول تحفہ ہے- اس نے ہزیمت اور رسوائی کی وہ تاریخ دہرائی جو مسلما کبھی دیکھنا نہیں چاہتے تھے- شملہ معاہدہ یا اعلان لاہور سے پھر بھی یہ توقع کی جا سکتی اس میں اسلامی تشخص کے تقدس کی رعایت مل سکے پاکستان اور ہندوستان باہمی تنا کے حل کے لئے کوئی باعزت طریقہ تلاش کریں لیکن یہود و نصاریٰ کی میز پر مسلمانو عزت تلاش کرنا بے وقوفی کے سوا کچھ نہیں- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں-

مایود الذین کفروامن اهل الکتاب والا المشرکین ان ینزل علیکم من خ من ربکم والله یختص برحمته من یشآء والله ذوالفضل العظیم البقرة ۱۰۵

ترجمہ:- دل نہیں چاہتا ان لوگوں کے جو کافر ہیں اہل کتاب میں سے اور نہ مشرکوں کو کہ اترے تم پر کوئی نیکی کی بات تمہارے رب کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ خاص کرتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہے اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے-

معاہدہ امریکہ کی ضمانت پر کیا جائے یہی اس کی ناکامی کی بڑی دلیل ہے- امریکہ نے آج ہم سے کہاں وفاداری کی یا خیر خواہی کے جذبہ سے کوئی کارنامہ سرانجام دیا- امریکہ کی پالیسی اور غیر ذمہ دارانہ رویئے کے باوجود معاہدہ کو کامیابی قرار دینا خوش فہمی کے سوا کچھ نہیں-

میں کوئی شک نہیں کہ معاہدہ واشنگٹن کے سہارے پر ہمارے وزیراعظم صاحب نے گل کے مجاہدین سے واپسی کی اپیل کر کے ملک کو ایک ہولناک اور تباہ کن جنگ سے نے کی کوشش کی- جنگ سے ملک تباہ ہوتے ہیں عوام کو ناقابل تحمل حالات کا سامنا کرنا ہے- قرآن اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ

ن الملوك اذا دخلوا قريته افسدوها وجعلو اعزة اهلها اذله كذلك يفعلون

النمل/۳٤

ترجمہ: بادشاہ جب کسی بستی میں گھستے ہیں اس کو خراب کر دیتے ہیں اور عزت والوں کو ل کر دیتے ہیں اور ایسا ہی کچھ کریں گے-

جنگ چھڑ جاتی تو فریقین کے ایٹمی طاقت ہونے کی وجہ سے ایسا نقصان ہوتا جس کا اندازہ ل ہے کیونکہ ایٹم بم کوئی ڈیکوریشن پیس نہیں جس سے شوکیس سجایا جائے- بلکہ ایسے ت میں لازما اس کا استعمال ہوتا ہے-

یقت بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ امریکہ کی دوستی کا معیار اس کے مفادات کا تحفظ ہے اور یہ پاکستان کی نسبت سے بھارت سے زیادہ متوقع ہے امریکہ کو ایشیاء میں چین کے مقابلہ کیلئے ایک دوسرے اسرائیل کی ضرورت ہے یہ ذمہ داری پاکستان کے لئے نبھانا مشکل ہے بھارت ہی اس معیار پر پورا اترتا ہے- مزید براں امریکہ کے ایوانوں میں بھارت نواز ی نے ایسی محنت کی ہے کہ امریکہ بھارت کے لئے وہ رویہ رکھتا ہے جو عرب کے مقابلہ

میں اسرائیل کے لئے ہے- ایسی صورت میں امریکہ کو یہ کبھی گوارا نہیں کہ ہمار
تکلیف پہنچے اگر ہمارے وزیراعظم صاحب "معاہدہ واشنگٹن" کے سامنے سر تس
کرتے تو پاکستان دوسرا عراق بن جاتا یا یہاں پر یوگوسلاویہ میں آزمائے ہوئے نس
آزماتے اس لئے اس معاہدہ کی برکت سے وزیراعظم صاحب نے صدام حسین یا
بننے کے بجائے یاسر عرفات بن کر ملک کو ہولناک تباہی سے بچایا-

اس سے بھی کسی کو انکار نہیں کہ معاہدہ واشنگٹن سے ملک کا وہ اقتصادی پہیہ چل پڑا
۱۹۹۹ء کے پہلے ہفتہ سے لیکر جولائی کے دوسرے ہفتہ تک جمود کا شکار رہا- ورنہ
آئی ایم ایف کی تادیبی کاروائی سے ہم بچ گئے قرضہ جات کی وہ قسطیں جاری ہوئیں جو
رکنے کا صرف امکان نہیں بلکہ یقین تھا-

قوم یہ بھی جانتی ہے کہ جنگ میں جیت اور ہار دونوں کا امکان ہوتا ہے یہ الگ بات ہے
مسلمان دونوں صورتوں میں کامیاب رہتا ہے- مرجائے تو شہید زندہ رہے تو غازی لیکن
بھی دشمن کے سامنے ہتھیار ڈالنا مسلمان کی بڑی رسوائی ہے- درست ہے کہ معاہدہ و
ایک رسوائی سے کم نہیں لیکن پھر بھی بڑی رسوائی سے ہمیں نجات ملی اگر جنگ چھڑ جا
ہمیں ایک دوسرا جنرل نیازی ہندو قوم کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے دکھائی دیتا تو
رسوائی ہوتی- چلو امریکہ بہادر کی بات مان لی- یہ تمام خطرات ٹل گئے یہ یقیناً وزیر
صاحب کی ذہانت اور دور اندیشی ہے-

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ حقائق درست ہیں اور یقیناً درست ہیں تو پھر
واشنگٹن کے خلاف یہ سخت رد عمل کیوں ہوا ممکن ہے حزب اختلاف کی چیخ و پکار ذ
ے لئے ہو لیکن ملک کے سنجیدہ طبقہ کا قہر و غضب اور جلال کسی خود غرضی کی نشاندہی
کرتا ملک کے نوے فیصد اخبارات و رسائل کے اداریے نوٹ معاہدہ کی حمایت میں نہیں
مخالفت میں لکھے جارہے ہیں- قوم اس پر ناراض نہیں کہ وزیراعظم صاحب نے ملک

ر ان سے کیوں نکالا اس پر آپ خراج تحسین کے مستحق ہیں یہ درست ہے کہ کارگل
منزل نہیں بلکہ راہ منزل تھی اگر اس پر قبضہ جمالیتے اور دوسری سرحدات کو ہم کھو
یقیناً یہ دانشمندی نہ ہوتی ایسی حالت میں جوش کی بجائے ہوش سے کام لینا چاہیے اور
جنگ سے بچانا ملک و قوم کے مفاد میں ہے-

قوم حکومت سے یہ پوچھتی ہے کہ معاہدہ واشنگٹن سے پوری دنیا میں ہماری جو رسوائی
ہمیں کس جرم کی سزا ملی ؟ کارگل کے معاملہ پر ہم دوسروں کو درکنار ان ممالک کو
ل نہ کر سکے جو مدتوں سے ہماری حمایت کررہے تھے- کشمیر پر ہمارا جو موقف پچھلے
الوں سے چلا آرہا ہے- وہ پس منظر میں کیوں چلا گیا- شہداء کشمیر کے خون کی جو ندیاں
سال سے بہہ رہی ہیں اس سے غداری کیوں کی گئی ؟ مجاہدین کارگل کی عظمت کو سلام
نہوں نے کارگل کے فلک بوس پہاڑوں پر چڑھ کر ہندو فوج پر زندگی کا جو عرصہ تنگ کیا
ن کی شجاعت اور بہادری کی داستانیں ہیں جو جیتی دنیا تک یادرہیں گی- ہماری فوج کی جو
جانیں اس کے رد عمل میں دوسری سرحدات پر قربان ہوئیں اس کی تلافی کیسے ہوگی ؟
تمام قربانیاں صرف یورپ کے رنگیلے کلنٹن کی ذاتی توجہات مبذول کرانے کے لئے
؟ پھر بھی اگر بحیثیت صدر اس کی توجہ ہم چاہتے کچھ جواز ہوتا کچھ فائدہ ہوتا- اس بے
ے کی ذاتی توجہ تو مونیکا کی صورت میں دنیا کے سامنے ظاہر و واضح ہوئی- یہ کہاں کے
ب نفس ہیں جن کی توجہات سے کشمیر کا مسئلہ حل ہوگا- یہی اس معاہدہ کی نحوست اور
ت کی بڑی دلیل ہے کہ یہ تمام ترکھیل کلنٹن کی توجہ مبذول کرانے کے لئے کھیلا گیا- اگر
بندوں کا واحد مقصد یہ تھا- اگر کشمیر پالیسی کی غرض و غائیہ یہی ہو تو یقیناً یہ نقصان دہ
ہے-

تجزیہ نگاروں کی رائے سے اتفاق ہے اگر ہماری حکومت میں صلاحیت ہوتی تو وہ
اکرات بہت کچھ حاصل کرتی- ایک سنہری موقعہ ہمارے نااہل حکمرانوں نے گنوادیا- اگر

کارگل کے معاملہ میں ہم فضا ساز گار بنانے میں کامیاب رہتے تو اس سے صرف کر ہوتا بلکہ اور بھی کچھ حاصل ہوتا لیکن یہ حکومت کی نااہلی ہے کہ وہ بین الاقوامی پلیٹ فا رائے عامہ کو ہموار نہ کر سکی۔ ہم اپنا موقف کھل کر بیان نہ کر سکے مجھے یقین ہے کہ کا کاروائی کوئی اتفاقی کاروائی نہیں بلکہ یہ دفاعی حکمت عملی کا ایک حصہ ہے جو مجاہدین دے رہے ہیں یہ پاکستان کی اس اخلاقی حمایت کا نتیجہ ہے جو مدتوں سے مجاہدین کی کر رہا لیکن اس جیتی ہوئی جنگ کو ہار میں کس نے تبدیل کیا یہی اس حکومت کی ناکامی ہے۔ ۱۶ سفارت کاروں کو واپس بلانے سے اس کا مداوا ممکن نہیں اور نہ یہ اس کا علاج ہے۔

شاید اس قومی جرم اور بین الاقوامی رسوائی کا احساس ہمارے صدر اور وزیراعظم کو بھی ہو یقیناً ہوگا لیکن شاید انہوں نے اس کے سبب کے بارے میں بہت کم سوچا ہوگا۔ میرا یقین ہے کہ یہ ناقابل تلافی نقصان ہمیں کسی ایسے کردار کی وجہ سے ملا جس کا ہم حیثیت قوم ارتکاب چکے ہیں۔ یہ ارباب اقتدار کے کسی کیے ہوئے جرم کی سزا ہے جو پوری قوم بھگت رہی ہے۔ حکومت کی سہ سالہ کارکردگی پر نظر دوڑاتے ہوئے اندازہ ہوتا ہے کہ حکومت نے شریعت بل سے جو غداری کی ہے اس سے بڑھ کر کوئی دوسرا جرم نہیں۔ وزیراعظم نے ملک سفید ریش اور گوشہ نشین علماء کو نکال کر اسلام آباد میں جمع کیا کئی ہفتوں تک پندرہو ترمیمی شریعت بل کا ڈھنڈورا پیٹا گیا۔ ایسی برق رفتاری سے کام ہوتا رہا گویا آج نہیں تو یقیناً اس ملک کی قسمت بدل جائے گی اور ملک کو موجودہ دور کے مطابق عصری تقاضوں مد نظر رکھتے ہوئے اسلام کا نظام مل جائے گا۔ لیکن وہی کچھ ہوا جو قوم کے سامنے ہے کہ اسمبلی سے بل پاس کر کے اس کے عوض میں بے نظیر اور اس کے خاوند کی نااہلیت کا فیصلہ کروالیا گیا یہی وہ صلہ ہے جو قومی اسمبلی سے بل پاس ہونے کے عوض قوم کو دیا گیا اس کے بل ایسے سرد خانے میں ڈالا گیا شاید انتخابات کے قریب دوبارہ ان بے چاروں کو یاد آئے۔ حکومت کا یہ کہنا کوئی معنی نہیں رکھتا کہ سینٹ میں اکثریت نہ ہونے کی وجہ سے ہم بل پیش نہیں کر سکے۔ آخر میں صدارتی اختیارات ختم کرنے کے لئے سینٹ میں کہاں حکومت کو دو تہائی اکثریت حاصل تھی یا ملک کے چیف جسٹس اور فوج کے سپہ سالار کو برطرف

کے لئے بھارتی مینڈیٹ کے سوا کون سا نسخہ استعمال کیا گیا۔ اگر حکومت مخلص ہوتی بھی شریعت بل ملک کا قانون بن چکا ہوتا۔ لیکن یہ ارباب اقتدار کا ایک ہے۔ تحفظ جو رسی کے لئے استعمال کیا گیا یہ وہ ناقابل معافی جرم ہے کہ حکومت نے اللہ تعالیٰ سے اسلام سے غداری کی۔ اور اس جرم کی سزا پوری قوم کو بھگتنی پڑی۔ میرا ہے کہ یہ ذلت اور رسوائی صرف اور صرف اس جرم کی وجہ سے ملی۔ کہ حکمرانوں نے بل صرف سیاسی نعرہ کے طور پر استعمال کیا اور اس سے ان لوگوں نے وفا نہیں کی۔

صدر صاحب اور وزیراعظم صاحب کو مخلصانہ مشورہ ہے خدارا تمہاری کرسی کا کوئی نہیں چلا۔ یہ کرسی تمہارے ساتھ کب تک وفا کرے گی۔ آج تک اس نے کسی سے وفا کی۔ خدا نے تمہیں ایک موقعہ دیا ہے۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ ایسا نہ ہو کہ پھر کے پیچھے تمہیں پچھتانا پڑے۔ بھارتی مینڈیٹ پر ناز کرنے والو۔ خدا سے ڈرو۔ خدا کا کرو۔ اس ملک سے وفا کرو۔ اور اپنے رب سے وفا کرو۔ جو رب تمہیں اس کرسی پر بٹھا ہے وہ تمہیں اقتدار کے ایوانوں نکال کر جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں بھی بھیج ہے "ان بطش ربك لشديد" یقیناً تیرے رب کی پکڑ بہت سخت ہے اس کے سامنے تمام حفاظتی اقدامات نہیں ٹھہر سکتے ہیں۔ اگر ملک کو بھارتی مینڈیٹ کے حوالہ اسلامی نظام کا تحفہ دیا جائے وہ یقیناً اس پر قادر ہے کہ صلح حدیبیہ کی طرح تمہاری یہ عزت اور سرخ روئی کے فیصلہ میں تبدیل کرے ورنہ جرم پر اصرار کرتے ہوئے اس دہ کر رسوائی کے لئے تیار رہو۔ اسے تمہاری ضرورت نہیں وہ اس ملک کو مخلص اور دیانتدار قیادت مہیا کر سکتا ہے۔ وان تتولوا يستبدل قوما غيركم ثم لايكون مسلم۔ اگر تم نے اعراض کیا وہ تمہاری جگہ دوسری قوم لے آئے گا۔ جو تمہاری طرح نہیں ہوگی

والعصر ان الانسان لفی خسر

محمد سلیم الرحمٰن عفی عنہ

۵ / ۴ / ۱۴۲۰ھ

محاسن القرآن

مفتی غلام الرحمٰن

وان كنتم فى ريب مما نزلنا على عبدنا فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهداء كم من دون الله ان كنتم صدقين – فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التى وقودها الناس والحجارة اعدت للكفرين

ترجمہ:- اگر تم شک میں ہو اس کلام سے جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا پس (بنا کر) لے آؤ اس جیسی ایک (ادنی) سورت اور بلاؤ اس کو جو تمہارا مددگار ہو اللہ تعالی کے سواء اگر تم سچے۔ پس اگر ایسا نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو پھر بچو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہے - تیار کی ہوئی ہے کافروں کے واسطے۔

محاسن - اللہ تعالی کی وحدانیت پر عقلی دلائل لانے کے بعد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایک روشن اور واضح دلیل دی جارہی ہے یہ ایسی بین دلیل ہے جس کے لئے کسی منطقی مقدمات کا سہارا لینے کی ضرورت نہیں اور یہ دلیل ہر وقت اپنی صداقت کی محافظ ہے زمانہ اور حالات بدلنے سے اس کی حیثیت متاثر نہیں ہوتی اور نہ اس کے اجزاء ترکیبی پر کوئی اثر پڑتا ہے۔

سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عام طالب علم پر مخفی نہیں کہ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت عرب کے معاشرے میں علم و دانش کی خاص یادگار کا ملنا مشکل ہے یہ بے تعلیم عرب کا معاشرہ تھا جو اس وقت کے تعلیم یافتہ طبقہ (اہل کتاب) سے کوسوں دور رہ رہے تھے پھر بھی ایک کھاتے پیتے گھرانے کے لئے ممکن ہے واس کی اولاد کی تربیت کے لئے اگر اجتماعی طور پر کوئی انتظام نہ ہو۔ ذاتی طور پر اس ذمہ داری کو نبھانے کی

ہوتی ہے کہ کسی ذاتی نظام کا بندوبست ہو لیکن ایک ایسے بچے کے لئے ایسا انتظام کی کیا توقع بچپن ہی میں والدین کی شفقت سے محروم ہوا ایسا یتیم بچہ جوان ہو کر جب معاشرہ میں نکلا کن ہے کہ خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے کوئی کارنامہ سرانجام دے سکے لیکن اس کی ے ایسے کلام کا سننا جو پوری دنیا کے لئے چیلنج ہو معجزہ کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ تو آپ کے معجزات کی فہرست بہت طویل ہے لیکن قرآن مجید آپ کا علمی معجزہ ہے جو ن تک آپ کی حقانیت کی منہ بولتی تصویر ہے کیونکہ یہ چیلنج صرف اس وقت کے لوگوں لئے نہیں بلکہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے سامنے بھی یہی اعلان ہے کہ اس کا مقابلہ کر کے دکھاؤ۔ ن کا مقابلہ کوئی نہ کرسکا - قرآن کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ چیلنج صرف ایک دفعہ نہیں دیا گیا بلکہ قرآن کی کسی ایک سورت کے مقابلہ کی دعوت ی عمل کی انتہاء ہے۔ سورة بنی اسرائیل میں پورے قرآن کے مثل لانے کا اعلان جب عرب اس سے عاجز رہے اور پورے قرآن کا مقابلہ نہ کر سکے تو میدان کو محدود کیا سورۃ ہود میں "فأتو بعشر سور مثله" سے پورے قرآن کی جگہ صرف دس وں کے مقابلہ کی دعوت دی گئی لیکن مخالفین اس سے بھی عاجز رہے چنانچہ سورة یونس ذالے صرف ایک آیت کے مقابلے کا چیلنج دیا گیا پھر بھی دنیا اس کے مقابلے سے عاجز چونکہ یہ سورة مدنی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ میں دوبارہ اس چیلنج کا دہ اور پوری کائنات کو مخاطب کر کے فرمایا۔

ی بھی تم ہماری اتاری ہوئی کتاب کے بارے میں شک کرتے ہو تمہیں یقین نہیں آتا ہو پیغمبر جو کچھ کہہ رہا ہے وہ ہماری طرف سے ہے بلکہ خود ساختہ اور گھڑا ہوا کلام ہے تو تم کا مقابلہ کر کے ایک ادنی سورت لے آؤ اس سورت میں ایسی خوبیاں ہوں جو خوبیاں کتاب میں پائی جاتی ہیں پھر یہ تمہارے بس کی بات نہیں تو دنیا پر نظر دوڑاؤ جہاں کہیں نس کی قوت وطاقت سے ممکنہ تعاون کی امید ہو اس کو بھی ساتھ کر کے مقابلہ کر لو اگر

تمہارے اس دعوی میں کوئی صداقت ہو کہ یہ قران محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اللہ تعالی نے فرمایا تم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہو اور تا بھی قیامت نہیں کر سکو گے پھر ماننا چاہیے اور قیامت کی اس آگ سے ڈرنا چاہیے -- جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں ایسی آگ ہے جو کفار کیلئے تیار کی گئی ہے-

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کا مقابلہ ممکن نہیں قیامت تک لوگ اس کی مثل پیش کر سے عاجز ہیں چنانچہ آج دیکھا جا رہا ہے کہ سائنسی تحقیقات کی بدولت دنیا کہاں سے کہاں گئی تحقیقات کے نت نئے اصول قائم کیے گئے - جدید سے جدید تر پیش رفت کے دعوے جا رہے ہیں لیکن کوئی بھی اس مقابلے کے لئے تیار نہیں- مستشرقین مسلمانوں کو بدراہ کر کے لئے کیا کچھ نہیں کر رہے ہیں اگر ان کے بس میں ہوتا تو وہ یہ اس چیلنج کو اب بھی قبول لیتے اور کہ قرآن کے مقابلے میں کوئی کتاب پیش کر کے میدان جیت جاتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آج تک کسی دور میں کوئی ایسی کتاب پیش نہیں کر سکے، ورنہ مسیل کذاب اور دوسرے کذابین کے اعتراضات کو مستشرقین دہراتے رہتے ہیں- لیکن کتاب کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکے کہ یہ قرآن کے مقابلہ میں پیش کی گئی کتاب ہے-

قرآنی اعجاز کی وجوہات - شریعت کی اصطلاح میں معجزہ ہر اس اقدام ہے جو پیغمبر کے ہاتھ پر ظاہر ہو اور دنیا میں اس کے مقابلے کی سکت نہ ہو چونکہ معجزہ اللہ عموماً اپنے نمائندہ کو دوسری مخلوق سے ممتاز کرانے کے لئے صادر فرماتے ہیں- اس کی پر اللہ تعالی کی قدرت کاملہ کار فرما ہوتی ہے اس لئے پوری دنیا ایسا کرنے سے عاجز رہ جاتی - دیگر معجزات کی طرح قرآن کی بھی یہی حالت ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن کن خوبیوں کا حامل ہے جن کے ہوتے ہوئے کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا ؟ اس سوال جواب ہر وقت کے علماء کے اقدام کی جولان گاہ رہا ہے - ہر ایک نے اپنے ذوق کے جواب دیا- ان خوبیوں کی نشاندہی کی جن تک رسائی انسان کے دائرہ اختیار سے باہر

کی تحقیق کو حرف آخر کہنا مشکل ہے - بلکہ معجزہ ہوتے ہوئے ان وجوہات تک بھی مشکل ہے جن کی وجہ سے اس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا-

ن کا بے مثال انداز بیان' فصاحت و بلاغت' اخبار غیب کی پیشنگوئی- مضامین کا تناقض اور تضاد محفوظ ہونا علوم الہیہ پر اشتمال' کائنات عالم کی خبر گیری' علمی اور تاریخی تحقیقات پر سیر حاصل بحث' بے شمار علوم پر اشتمال' بار بار پڑھنے سے طبیعت پر بوجھ کا نہ ہونا' بغیر کسی استاد باقاعدہ سیکھنے کے بغیر صرف مطالعہ سے سمجھ میں نہ آنا' معنی سمجھنے کے بغیر صرف ت کا اپنا اثر ہونا اور یا زمانہ کے حالات سے متاثر نہ ہونا واقعی طور پر ایسی جوہات ہیں- جو کسی دوسری کتاب میں نہیں پائی جاتی لیکن قرآن کا اعجاز صرف ان وجوہات تک محدود مناسب نہیں یہ تو وہ نکات ہیں جن تک ان علماء نے رسائی حاصل کی ممکن ہے آئندہ ہوئے نئی تحقیقات کی روشنی میں ایسی وجوہات کا ظہور ہوں جو اس وقت اور حالات کے ن اعجاز کا معیار ثابت ہوں-

سے ڈرانے کی وجہ - قرآن کا معجزہ ثابت ہو کر نہ ماننے پر مخالفین کو ایک نم کی آگ سے ڈرایا گیا کہ ایسی آگ ہے جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے اس و عام پتھر مراد ہیں اور آگ میں پتھر اس لئے استعمال ہوتا ہے تاکہ اس کی شدت میں ہو بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ اس سے ایسا پتھر مراد ہے جو آتش گیر مادہ پر مشتمل ہو یک دوسری توجیہ کے رو سے اس سے وہ تراشے ہوئے پتھر اور مورتیاں مراد ہیں جن ستش کی جاتی تھی- اور جنہم میں عبادت کونے والوں کے ساتھ اس پتھر کے ڈالنے کی ہے تاکہ ان لوگوں کو ذہنی طور پر سزا مل سکے کیونکہ یہ لوگ جب ان مورتیوں کو بھی کے ساتھ جہنم میں پائیں گے تو زندگی پھر ان کی عبادت کر کے عمر ضائع کرنے پر پشیمان ں گے-

پھر اس سزا کے بارے میں فرمایا یہ کفار کے لئے تیار کی گئی ہے اگرچہ عالم آخرت کے تم
تنبیہ بھی کافی تھی لیکن پھر بھی لوگوں کو آگ سے ڈرایا گیا کیونکہ یہ آخرت کی سزاؤں
سخت ترین سزا ہے ایسی سزا ہے جو اللہ تعالی کے وجود سے انکار کرنے والوں کے لئے تی
گئی ہے اللہ تعالی ہی اس سزا کی حقیقت بہتر جانتا ہے لیکن بدترین دشمنوں کے لئے تیار
سے انداز ہوتا ہے کہ جو شخص جہنم کے جس مقام اور عذاب کے قابل اور لائق ہو اس م
اور عذاب میں چلاتا رہے گا۔

اعاذنا الله منها ومن ريحها

اعلان

عصری تقاضوں کے مطابق طلباء کی تعلیم و تربیت اور جدید آلات سے دین کی خدمت کے میدان میں کام لینے کے حسین جذبہ سے جامعہ کمپیوٹر کے شعبہ کا باقاعدہ اجراء کر رہا ہے۔ جامعہ کے ایک دیرینہ خادم نے گزشتہ سال ایک جدید کمپیوٹر خرید کر دیا ہے۔ اس شعبہ میں مزید پانچ عدد کمپیوٹرز کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے تاکہ طلباء آسانی سے اس شعبہ میں کام کر سکیں۔

اہل خیر سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس اہم کام میں حصہ لیتے ہوئے جامعہ کی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے فکر مند رہیں گے اگر جدید کمپیوٹر نہ ہو تو تمرین اور مشق کے لئے استعمال شدہ کمپیوٹر سے بھی کام لیا جا سکتا ہے۔ خدا کرے کہ آپ کی فکر مندی سے یہ شعبہ خود کفیل ہو کر دین کی خدمت میں نمایاں کارکردگی ظاہر کر سکے۔

موت العالم موت العالم

سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز کی رحلت

استاد الحدیث والتفسیر حضرت العلامہ
مولانا سید شیر علی شاہ المدنی پی ایچ ڈی
گولڈ میڈلسٹ مدینہ یونیورسٹی

وما كان قيس هلكه هلك واحد
ولكنه بنيان قوم تهدما

شیخ اکبر، شیخ الاسلام، شیخ العرب والعجم مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ
حمة واسعة" کی وفات حسرت آیات اس صدی کا ایک ناقابل برداشت عظیم
ے اس دور قحط الرجال میں ایسے نابغہ روزگار مابہ الاجتماع شخصیات کا فقدان المناک
ور عظیم علمی نقصان ہے وہ سلف صالحین کی یادگار تمام عالم اسلام کے لئے رشد و
کے مینار اور اہل علم کے لئے سرمایہ صد عز و افتخار تھے۔ سب سے پہلے میری ملاقات
ے اس وقت ہوئی جب مجھے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں داخلے کی نعمت نصیب ہوئی
نے میرے بارے میں حضرت شیخ عبدالعزیز بن باز نور اللہ ضریحہ کو لکھا کہ طالب علم
ی شاہ کی عمر مقررہ عمر سے متجاوز ہے مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں حجاز مقدس کے
حول سے محروم نہ ہو جاؤں۔ معالی شیخ نے مدیر کو لکھا "يسامع بامثال
ء" میرے بعد بعض دیگر ساتھی جو آئے ان میں بھی بعض زائد العمر تھے۔ ان کے
بھی معالی شیخ کی مشفقانہ ہمدردیاں شامل رہیں۔ حضرت الشیخ کبھی کبھی کلیة
ریعة تشریف لائے اور مختلف کلاسوں میں توحید کے مقدس موضوع پر درس دیا کرتے
مجد نبوی شریف میں بعد از نماز مغرب بالالتزام ان کا درس ہوتا تھا۔ جس میں
ما فرزندان توحید شریک ہوتے تھے۔ بندہ نے معالی شیخ بن باز کے کئی دروس و
ت قلم بند کئے ہیں۔ ان کے علمی مجالس سے حجاز و یمن، مصر و شام ہند و پاکستان کے
م سیراب ہوتے رہے۔

مجھ ان کے اکثر و بیشتر محاضرات اور دروس میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی

ہے اور تقریباً" سولہ سال حج کے موسم میں مکہ مکرمہ' منیٰ' عرفات میں ان کے بار بار توعیہ اسلامیہ میں بحیثیت مترجم حجاج کرام کی خدمات کا موقع میسر ہوا اس عظیم عبقری شخصیت کو بہت قریب سے دیکھا ہے وہ سر تا بقدم سنت نبوی ان کی حیات طیبہ کے جملہ معمولات نشست و برخاست' نقل و حرکت اللعالمین ﷺ کے مطابق تھے۔ قرآن و حدیث کی عظمت سے ان کا دل تھا وہ اگرچہ نابینا تھے مگر ان کا قلب ایمانی فراست و بصیرت سے منور تھا ان کے کے جمیع اوقات و لمحات قال اللہ اور قال الرسول میں بسر ہوتے تھے ان کی ذات الفضائل' جامع الصفات' مجموعہ کمالات تھی وہ ایک مافوق العادۃ ہستی تھی۔ وہ دینی ذمہ داریاں و علمی مشاغل سرانجام دیتے تھے جو کئی انجمنیں اور جماعات سکتیں۔ ان ابراھیم کان امۃ قانتا۔ ولیس علی اللہ بمستنکر یجمع العالم فی واحد۔ وہ زہد و ورع' اخلاص و تقویٰ' دینی حمیت و پیکر تھا۔ افتاء و قضاء کا شعبہ ہو یا وعظ و ارشاد کا فریضہ ہو۔ یا تصنیف و تالیف یا اہل حوائج کی اعانت و سفارش' یہ جملہ مشاغل ان کے مجالس میں بیک وقت تک پہنچے تھے وہ اسلاف کرام اور ائمہ مجتہدین' مفسرین و محدثین کا تذکرہ بڑے سے فرمایا کرتے تھے۔ عظیم محدث و مفسر تھے۔ جدید مسائل پر علی وجہ البصیرت بیان فرمایا کرتے تھے۔ تمام فتاویٰ اگر زیور طبع سے آراستہ ہو جائیں تو مفتیان ایک عظیم علمی سرمایہ ہوگا۔ حالاً" چار جلدوں میں ان کے اہم فتاویٰ کا مجموعہ البحوث الاسلامیہ کی طرف سے لاکھوں کی تعداد میں مفت تقسیم کیا گیا ہے۔ حاتم طائی سے بڑھ گئے تھے۔ ان کے دستر خوان پر ہر وقت سینکڑوں مہمان ہوتے تھے۔ وہ ضیافت اور مہمان نوازی میں ضرب المثل تھے۔ طلبہ علوم سے زیادہ مشفق و مہربان تھے۔ غریب و نادار طلبہ کی کافی اعانت فرمایا کرتے تھے۔

نظر کردن بدرویشان بزرگی را بیفزاید
سلیمان باچنان حشمت نظرها بود
برمورش

اعلاء کلمۃ الحق' امر بالمعروف نہی عن المنکر کے سلسلہ میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کے صحیح جانشین اور ان کے علوم و معارف کے سچے امین علمبردار تھے۔ الحمد اللہ مملکت رشیدہ مملکت عربیہ سعودیہ نے ان کو ان کے شایان شان سے نوازا تھا۔ خادم الحرمین الشریفین ملک فہد بن بدالعزیز حفظ اللہ اور ان کا تمام معالی شیخ کے فرامین و ارشادات پر لبیک کہتے تھے۔ جب فقیہ العصر' مجاہد اسلام مولانا مفتی محمود ؒ جلالۃ الملک خالد بن عبدالعزیز ؒ کی دعوت پر ریاض لے جا رہے تھے تو حضرت مفتی صاحب مجھے بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ ریاض کے پر معالی الشیخ عبدالعزیز بن باز ؒ اور ریاض کے دیگر اجلہ علماء و مشائخ استقبال تشریف لائے تھے اور تقریباً" تین دن تک وہاں شاہی دار الضیافۃ میں حضرت صاحب مرحوم اور ان کے رفقاء کو ٹھہرایا گیا۔

ان ایام میں جب حضرت مفتی مرحوم نے معالی الشیخ عبدالعزیز کے مصروفیات و دیکھا تو فرمانے لگے کہ اس قسم کے چار پانچ علماء اگر تمام عالم اسلامی میں موجود تو عالم اسلامی کا نقشہ تبدیل ہو سکتا ہے۔ حضرت مفتی مرحوم نے فرمایا کہ اس شخص مقام کتنا ارفع و اعلیٰ ہے اور تواضع فروتنی' سادگی و بے نفسی کس درجہ ہے۔ ایسی مثال شخصیت کی مثال قرون متاخرہ میں گوہر نایاب کی طرح ہے۔ شیخ القرآن حضرت غلام اللہ خان ؒ ایک دفعہ عمرہ کے لئے تشریف لائے تھے اور ان کی خواہش تھی کہ شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہو جائے ان ایام میں معالی الشیخ کے دارالافتاء کے رئیس مقرر کئے گئے تھے۔ ہم مدینہ منورہ سے جدہ گئے اور وہاں اور معالی الشیخ سے ملاقات ہوئی۔ میں نے حضرت شیخ القرآن ؒ کے عظیم اور مسئلہ توحید کی اشاعت و ترویج میں ان کی بے مثال قربانیاں' شبانہ روز تقاریر و تذکرہ کیا۔ معالی الشیخ بن باز بہت مسرور ہوئے۔ دارالافتاء سے جب اپنے گھر روانہ تھے تو مجھے فرمانے لگے کہ شیخ القرآن کو میری گاڑی میں بٹھا دو اور آپ دوسری جائیں۔ حضرت شیخ القرآن فرماتے تھے کہ گاڑی میں معالی الشیخ بن باز نے کافی کہ آپ توحید کے موضوع پر جو محنت فرما رہے ہیں۔ یہ عند اللہ بہت مقبول

عمل ہے قدرتی طور پر اچانک معالی الشیخ بن باز کے ہاں فیصل آباد کے مولانا حکیم رحمہ اللہ اور ہمارے مشفق استاد حضرت مولانا عبدالغفار حسن صاحب اور محترم قاری صاحب بھی تشریف لائے - موخر الذکر دونوں حضرات جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ اساتذہ ہیں - معالی الشیخ بن باز ان سے حضرت شیخ القرآن کے بارے میں استفسار آپ حضرات شیخ القرآن سے متعارف ہیں - سب نے بیک زبان شیخ القرآن رحمہ اللہ کارناموں کا تذکرہ فرمایا کہ شیخ القرآن تو مسئلہ توحید اور رد بدعات و خرافات میں مسلول ہیں ان پر ان کی بے مثال جرات مندانہ حق گوئی کے پاداش میں کئی بار نے قاتلانہ حملے کئے مگر اللہ تعالی نے ان کی حفاظت فرمائی - پھر حضرت شیخ القرآن مایہ ناز تفسیر قرآن " جواہر القرآن " کا ذکر آیا - شیخ بن باز رحمہ اللہ نے دس ہزار نسخوں بارے میں وعدہ فرمایا کہ ہم دارالافتاء و البحوث الاسلامیہ کے ذریعہ قیمۃ خرید کر تقسیم کریں گے مگر نہ معلوم کہ بعد میں اس کے بارے میں دارالافتاء کی طرف سے ہوا یا نہیں پھر معالی الشیخ نے حضرت شیخ القرآن رحمہ اللہ کو فرمایا کہ اس آئندہ موسم حج آپ کو رابطہ عالم اسلامی کی طرف سے دعوت دیں گے چنانچہ حسب وعدہ ان کو ٹکٹ بھیجا گیا - حضرت شیخ القرآن تشریف لائے اور توعیہ اسلامیہ کی جانب سے ان حرام اور مسجد نبوی تشریف میں تقاریر کی اجازت دے دی گئی - حضرت شیخ القرآن بھی جب موسم حج میں حضرت شیخ بن باز رحمہ اللہ کے شبانہ روز دعوت و ارشاد حجاج کے بے لوث مخلصانہ اعمال کا مشاہدہ کیا تو فرماتے تھے کہ اولیاء یہی لوگ ہیں ربانیین' خدا ترس' مشائخ انا جعلنا ما علی الارض زینة لها کے حضرت شیخ القرآن نے فرمایا کہ اس مادی ناگفتہ بہ دور میں شیخ بن باز آیة من اور رحمة من خزائن رحمة الله ہیں - حضرت شیخ عبدالعزیز بن باز خواص دونوں میں یکساں محبوب تھے - ان کی محبوبیت کا یہ عالم کہ جب بھی مسجد حرام میں ان کا درس شروع ہو جاتا تھا تو جوان اور بوڑھے پروانوں کی طرح ٹوٹ میں اس مختصر وقت میں اس عظیم شخصیت کے مناقب و محاسن کو سے قاصر ہوں - محترم مولانا ذاکر حسن صاحب کی فرمائش کے تعمیل میں یہ چند

انشاء اللہ کسی فرصت میں اپنے اس محبوب شیخ کے مناقب و خصائل کا ذکر کروں گا - دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار - گلچین بہار تنگی داماں گلہ دارد کبری اور واحیہ عظیم میں اہل حجاز و نجد کے برابر شریک ہیں اللہ تعالی تمام شیخ کو صبر جمیل و اجر جزیل عطا فرما دے اور ان کے علمی' مذہبی' ملی خدمات کو حق میں باقیات الصالحات و صدقات جاریات بنا دے اور ان کے صاحبزادگان' ازواج تلامیذ و خدام کو صبر جمیل و اجر جزیل نصیب فرما دے -

اصبر لکل مصیبة و تجلد
واعلم بان المرء غیر مخلد
واذا ذکرت مصیبة تسلوبها
فاذکر مصابک بالنبی محمد

ہر مصیبت پر صبر کیجئے اور جان لے کہ آدمی کو ہمیشہ دنیا میں رہنا نہیں اور کسی مصیبت کا تذکرہ کریں تو تسلی رکھیں اپنے مصائب کے مقابلہ میں حضورؐ مصائب کو سامنے رکھیں (تاکہ خوب تسلی حاصل ہو)

صدقہ جارئیہ کی بہترین صورت

"عام الحدیث" یعنی سال رواں کو کتب حدیث کی خریداری کے سلسلہ میں ابنا کر جامعہ نے تاحال ایک لاکھ روپے کی حدیث کی کتابیں اس سال خریدی ہیں- کتب کی مقررہ ضرورت پورا کرنے کے لئے کم از کم پچاس ہزار کی مزید کتب حدیث خریدنے کا موقعہ ہے- صدقہ جاریہ کے طور پر دائمی زندگی کی کامیابی کے لئے فکرمند حضرات کے لئے سنہری موقعہ ہے- خدا کرے کہ آپ کے حلال مال سے خریدی ہوئی کتابوں کو پڑھ کر ایک عالم ربانی اللہ تعالی کے مقدس دین کی خدمت اپنی زندگی کا نصب العین قرار دے اور یہ سلسلہ آئندہ بھی چلتا رہے- جس میں آپ بھی کتب کے خریدنے کی وجہ سے شریک ہوں-

دار الافتاء

مفتی غلام الرحمن

سوال:- بندہ بذریعہ خط آپ سے چند مسائل کے بارے میں قرآن وسنت کی روشنی میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے- امید ہے کہ آپ اس کے جوابات مرحمت فرمائیں گے۔

نمبر 1:- یہ کہ ایک آدمی جو کہ نادار ہے- اور اس کے بچے بھی زیادہ ہیں وہ یہ کہتا ہے کہ مجھ سے ان بچوں کی صحیح طریقہ سے تربیت نہیں ہو سکتی- اس وجہ سے جتنے بچے ہیں بس ہیں- مزید کے بارے میں وہ خاندانی منصوبہ بندی یا اس جیسے اور ذرائع اختیار کرنا چاہتا ہے- کیا شریعت اس کو اس بات کی اجازت دیتی ہے-

نمبر ۲:- یہ کہ فجر کی سنتوں کے بارے میں واضح کریں کہ جب جماعت کھڑی ہو تو اس وقت سنت ادا کی جائے- جبکہ تشہد میں امام کے ساتھ ملنا یقینی ہو- یا بغیر سنت ادا کیے جماعت میں شرکت کی جائے- اور پھر جب سنت ادا کیے بغیر نماز میں شریک ہو جائے تو بعد میں اس کی قضا ہے یا نہیں- ایک صاحب فرماتے ہیں کہ سلام پھیرنے کے بعد سنت ادا ہو سکتی ہے اور سورج طلوع ہونے کے بعد بھی سنت کی قضا کی جا سکتی ہے اور وہ صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ جہاں تک امام کی قرأت کی آواز پہنچی ہو چاہے مسجد سے باہر متصل مکان کیوں نہ ہو- وہاں پر بھی قرأت کے ہوتے ہوئے سنت نہ پڑھی جائے-

نمبر ۳:- یہ کہ نمازوں کے اندر جو قرأت بتائی جاتی ہے اوساط مفصل، قصار مفصل وغیرہ یہ سنت ہے یا مستحب- اور یہ کہ نماز میں قرأت کبھی کہاں سے پڑھنا، کبھی کہاں سے پڑھنا، کبھی بیچ سے دو، تین آیتیں پڑھی- پھر اگلی رکعت میں کسی دوسری جگہ سے تین، چار آیتیں پڑھ لی خاص کر مغرب اور عشاء کی نماز میں اس کا کیا حکم ہے-

---

فقط والسلام

بندہ ولایت خان- شامی روڈ پشاور شہر

بقلم بندہ حمید الرحمن انصاری مسجد بلال شامی روڈ پشاور

وبا الله التوفيق

کی اخلاقی تباہی کے پیش نظر مانع حمل دوائی کا استعمال

دار ہو کر بچوں میں وقفہ رکھنا خاندانی منصوبہ بندی کا بنیادی ہدف ہے- ان کی
ے کہ دنیا میں وسائل محدود ہیں- اور آبادی میں بے تحاشا اضافہ ان وسائل کو بڑی
ر کرتا ہے اس لئے بچوں میں وقفہ رکھنا نظام کائنات کے تحفظ کیلئے ضروری ہے
ن کی رو سے یہ نظریہ ایام جاہلیت کی یادگار ہے- جو معیشت کے بوجھ کم کرنے کے
اد کو قتل کرتے تھے اللہ تعالی فرماتے ہیں- ولا تقتلوا اولادکم خشية املاق
ن نرزقهم وایاکم ترجمہ:- اس لئے نادار ہو کر بچوں میں وقفہ رکھنا یا خاندانی منصوبہ
کے اصول کو اپنانا حرام اور ناجائز ہے- اللہ تعالی ہی رزق دینے والا ہے- بچے کم ہوں
- پوری کائنات کو رزق دینے والا اس کا بندوبست کرتا ہے- البتہ سوال میں دوسری
بل غور ہے کہ فساد زمانہ کی وجہ سے اگر ایک شخص اپنی اولاد کی بہتر تربیت کرنے
اصر ہو- تو فقہاء کرام کی تصریحات کی روشنی میں اولاد کی بہتر تربیت نہ ہونا معقول
ے جس کی وجہ سے موانع حمل دوائیوں کا استعمال جائز ہے
لیل علی ذلك ما فی الهندیه رجل عزل عن امرء ته بغیر اذنها لما
اف من الولد السوء فی هذا الزمان فظاهر جواب الکتاب ان لا یسعه
ر هنا لیسعه لسوء هذا الزمان (هندیه ج ٥ / ٣٥٦)
ہ: ایک شخص اپنی عورت اجازت کے بغیر اس وجہ سے عزل کرتا ہے کہ زمانہ کے

فساد کی وجہ سے اولاد کی تربیت سے ڈرتا ہے۔ بظاہر اس کی اجازت نہیں۔ لیکن
فساد کی وجہ سے یہاں اس کی اجازت دی گئی ہے۔

صبح کی سنت جماعت کے وقت پڑھنا

(۲) صبح کی سنت کی اہمیت احادیث میں دوسری سنت کی نسبت سے زیادہ وارد ہے۔ صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ و دوسری سنت کی نسبت سے صبح کی نسبت کا زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔ اور مسلم کی دوسری روایت ہے کہ صبح کی سنت دنیا ومافیھا سے زیادہ بہتر ہے۔ ابوداؤد کی روایت ہے کہ سنت تمہیں نہیں چھوڑنا ہے۔ اگرچہ تم گھوڑوں کے پاؤں تلے روندے جاؤ گے۔ ان روایت میں صبح کی سنت کا خصوصی طور پر تذکرہ سے ہمارے فقہاء کرام فرماتے ہیں صبح کی جماعت میں "تشہد" میں ملنا ممکن ہو تو سنت نہ چھوڑی جائیں۔ کیونکہ تشہد سے جماعت کی فضیلت مل جاتی ہے۔ ایسی صورت میں سنت اور جماعت دونوں کی رعایت ہو کر جملہ روایات پر عمل ممکن ہو جائے گا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جب جماعت کھڑی ہو تو یہ سنت کہاں پڑھی جائیں اس کے بارے میں یہ حکم ہے کہ بہتر یہ ہے کہ سنت گھر میں پڑھی جائے۔ یا مسجد سے باہر کسی ایسی جگہ میں پڑھی جائے کہ وہاں کھڑی ہوئی جماعت کی مخالفت کا گمان نہیں ہوتا ہو۔ ایسا ہی اگر مسجد کے ہال میں جماعت کھڑی ہو تو برآمدہ یا صحن میں سنت پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور جہاں کہیں ایک ہال ہو تو پھر کسی ستون کے پیچھے کھڑا ہو کر پڑھنا مرخص ہے۔ لیکن اس کی شریعت میں اجازت نہیں کہ صف کے درمیان میں کھڑے ہو کر جماعت کے ہوتے ہوئے سنت پڑھی جائے تاہم اگر جماعت کھڑی ہونے سے قبل سنت پر ایک آدمی کھڑا ہو اچانک جماعت کھڑی ہو جائے اور یہ شخص درمیان صف میں گرفتار ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ بنتا ہے جس میں مخالفت کی عنصر نہیں پائی جاتی اور جماعت کھڑی ہونے کے بعد اگر

ن کے درمیان میں کھڑا ہونا جماعت سے مخالفت کے مترادف ہے جب ایک دفعہ
قضاء ہوں تو دوبارہ اسکا پڑھنا سنت نہیں رہتا اس لئے طلوع فجر یا دوسرے وقت
قضاء ت نہیں۔ عالی شرح (تنویر) والا بان رجاه ادراك ركعة فى ظاهر
ب وقيل التشهد و اعتمد المصنف لا يتركها بل يصلها عند باب
جد ان وجد مكانا والاتركها (وفيه) ولا يقضيها الابطريق التبعية
ترجمہ اور اگر ایک رکعت ملنے کی امید ہو یا تشہد ملنا ممکن ہو تو صبح کی سنت نہیں
چھوڑے گا بلکہ مسجد کے دروازہ کے پاس پڑھے گا۔ اور اگر ایسی موزوں جگہ نہ ہو تو پھر
ت چھوڑی جائے گی۔ اور اس کی مستقل قضاء نہیں الا یہ کہ فرض بھی ساتھ قضا ہو۔
ابن عابدین اس عبارت کے نیچے لکھتے ہیں۔ والی صل ان السنة فی السنة
حوان یاتی بها فی بیته فان كان والا عند باب المسجد مكان
علاماًنیه والا صلا ها فی الشتوی او الصیفی ان كان المسجد موضعان
لا فخلف الصفوف عند ساریته
المختار علی الدر المخار
معروف شامی ج ا (۵۳۰)

ترجمہ: خلاصہ کلام یہ ہے کہ صبح کی سنت میں یہ سنت ہے کہ وہ گھر میں پڑھے۔ ورنہ مسجد
کے دروازہ میں پڑھے۔ اگر جگہ ہو اور اگر ایسی جگہ نہ ہو لیکن مسجد میں سردی اور گرمی کی
ماز پڑھنے کے الگ الگ جگہ یعنی اندرونی اور بیرونی ہو تو جماعت کی جگہ سے دوسری جگہ
ئے اور اگر یہ نہ ہو تو پھر صف کے پیچھے کسی ستون کے پیچھے کھڑے ہو کر سنت پڑھی
ہے۔

ز کے لئے سورت کو متعین کر کے پڑھنا

۱۲ نماز میں قرات پڑھتے وقت مقتدیوں کی حالت کی رعایت کا خیال رکھنا ضروری ہے

تاکہ بلاوجہ قرات کی معمول طوالت باعث نفرت نہ بنے اس لئے حضرت رسول اللہ
اللہ علیہ وسلم نے حالت حضر میں رہتے ہوئے جو قرات کی ہے اس کی رعایت رکھنا
مناسب ہے۔ اور فقہا سنت لکھتے ہیں لیکن یہ سنت زوائد کے حکم میں ہے جس کی رعا
یقینا موجب خیر وبرکت ہے لیکن اس کا چھوڑنا موجب ملام نہیں۔ اس لئے ان کو پھ
دوسری جگہ سے پڑھنا یا چند آیات ایک جگہ سے اور چند آیات دوسری جگہ سے پڑھنے
کوئی حرج نہیں بلکہ ماثور قرات پر دوام کرتے ہوئے اگر تعین کا خطرہ ہو۔ ہمیشہ کے
ایک قرات پڑھتے ہوئے لوگ یہ وہم کرتے ہوں کہ یہی قرات لازم ہے اس کے علاوہ
دوسری قرات پڑھنا جائز نہیں۔ تو ایسی صورت میں ماثور قرات پر دوام کرنے سے یہ
ہے کہ قرآن کی مختلف جگہوں سے قرات ہو (کمافی الشامی) امالو قراه للسیر علیہ لو تر
لقراتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فلا کراھتہ لکن شرط ان یقراء غیرھا احیانا لئلا یظن الجاحل
غیرھا لا یجوز (ج ۱/۳۶۵)

ترجمہ:- بہر حال اگر کسی خاص سورت کا تعین آسانی کیلئے ہو یا ماثور قرات سے تبر
حاصل کرنے کے لئے ہو پس اس میں کراہت نہیں بشر طیکہ کبھی کبھار دوسری جگہ
پڑھنا ہو تاکہ ناواقف یہ گمان نہ کرے کہ اس کے علاوہ دوسری قرات جائز نہیں۔

متحدہ علماء بورڈ کے نام کھلا خط

ڈاکٹر احمد علی سراج (کویت)

صدر وزیر اعظم پاکستان بھی متوجہ ہوں

یہ اخباری رپورٹ کے مطابق متحدہ علماء بورڈ کے اجلاس میں حکومت سے سفارش کی
کہ وہ کفر کا فتوی لگانے والوں کو ۱۴ سال قید کی سزا دینے کے لئے قانون سازی کرے
ذام کا مقصد اظہار مسلمانوں کے درمیان بڑھتی ہوئی منافرت کو روکنا بتایا گیا ہے لیکن یہ
ناں قدر مبہم ہے کہ اس سے گوناگوں شکوک وشبہات پیدا ہو گئے ہیں۔ اس میں کوئی
نہیں کہ ہمارے ملک میں ایک مستقل قانون کی ضرورت ہے جس کی موجودگی میں
اور ذاتی مفاد کے حصول کے لئے مذہبی فرقہ واریت پھیلانے والون کی کڑی گرفت
ہے لیکن اس کے ساتھ ہی دین کو بازیچہ اطفال بنانے والے باطل والحادی قوتوں کے
کاروں کے لئے بھی قرار واقعی سزا کا قانون ہونا چاہیے جو ملک کی دینی اور نظریاتی حدوں کو
کرنے اور اس کا اسلامی تشخص مسخ کرنے کی مذموم سازشوں میں ملوث رہتے ہیں۔
پاکستان میں شرعی نظام کا مجوزہ نفاذ بے معنی ہو کر رہ جائے گا اور مذہبی منافرت کا یہ
باب کھلا رہے گا۔ مزید یہ کہ وہ مفاد پرست علماء جو فروعی اختلافات کی بناء پر آئے
یک دوسرے پر کفر کے فتوے لگاتے رہتے ہیں یقینا سخت سزا کے مستحق ہیں لیکن وہ افراد
الے جو باقاعدہ الحادی سازش کے تحت اپنی من گھڑت تاویلات اور باطل نظریات
دین اسلام کا حلیہ بگاڑنے کی جسارت کے مرتکب ہوں اور جو قرآن پاک کی معنوی
ب کے ساتھ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی **حجیت** اور ناموس رسالت صلی
علیہ وآلہ وسلم کو نشانہ بنائیں یا دیگر اساسی ضروریات دین کا انکار کریں وہ کسی صورت میں
اور ارتداد کے فتوی سے مستثنی قرار نہیں دیئے جا سکتے اور نہ ہی ایسے حضرات جن
خارج از اسلام ہونے پر اجماع امت قائم ہو چکا ہے متحدہ علماء بورڈ کی مراد ہونے چاہیے

ارتداد پر تمام مکاتب فکر کے علمائے امت کا متفقہ اجماع ہے جس کی روشنی میں ان کو کافر و مرتد قرار دینا کس طرح موجب سزا ہو سکتا ہے بلکہ ان کو کافر و مرتد کے کفر و ارتداد کے بارے میں شک میں پڑنا بذات خود کفر ہے - کیونکہ اس میں قرآن کے احکام و ضوابط کی نفی لازم آتی ہے - دنیا بھر میں قادیانیوں کو اور سعودی عرب - امارات - پاکستان - بنگلہ دیش - انڈیا - جنوبی افریقہ وغیرہ سے بزم طلوع اسلام کے بانی احمد پرویز اور اس کے متبعین کو تقریباً ایک ہزار جید علمائے کرام کسی فروعی اختلافات کی وجہ سے نہیں بلکہ ان حضرات کے باطل و ملحدانہ افکار و نظریات اور دین کے مسلمہ کلیات انکار کی بناء پر تحریری طور پر کافر قرار دے چکے ہیں لہذا ایسی صورت میں اس اجماع امت کے کفر کے فیصلے کا انکار بذات خود ارتکاب کفر کا باعث ہو گا - جس کی وضاحت بہر حال متحدہ علماء بورڈ کو کرنی چاہیے -

مزید یہ کہ بورڈ کے مطالبہ میں ابہام کا فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانیوں نے لندن اور پرویزیوں نے پاکستان - کویت اور کینیڈا میں کفر کا فتوی دینے والوں کو سزا دینے کی تجویز کا فوری خیر مقدم کیا ہے - اور اس سے یہ مطلب لیا ہے کہ اب ان کے مسلمہ کفریات کا طوق ان کے گلوں سے اترنے والا ہے چاہیے تو یہ تھا کہ متحدہ علماء بورڈ کے اراکین اپنی سفارشات مرتب کرتے وقت پاکستان میں ان دو بڑے گروہوں کی متعین شدہ مذہبی حیثیت کا بطور خاص ذکر کرتے ہوئے یہ مطالبہ بھی کرتے کہ منکرین ختم نبوت اور منکرین فرمان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسلام دشمن سرگرمیوں کو پابند قانون کیا جائے تاکہ مذہبی منافرت کے یہ چور راستے بھی بند ہوں - اور پاکستانی مسلمانوں میں ان دونوں گروہوں کے بارے میں جو بے چینی اور جذباتی گھٹن پائی جاتی ہے وہ ختم ہو لیکن معلوم نہیں متحدہ علماء بورڈ نے ملک کے اندر مذہبی منافرت کو کلی طور پر ختم کرنے کے لئے اس کے مجموعی اسباب کو کیوں

[illegible] سنی شیعہ علماء تو باہمی یکجہتی کی فضاء کا [illegible] عمل اختیار کرنے کے لئے تیار نظر آتے ہیں لیکن قادیانی پرویزی [illegible] کے الحاد اور مخالفت پر تلے ہوئے ہیں - اور اپنے اماموں کے قرآنی فکر کو [illegible] دونوں گروہ اپنے مادی وسائل کے ساتھ اسلامیان پاکستان کو کفر و ارتداد [illegible] پاکستان کی بیخ کنی کرنے پر تلے ہوئے ہیں جن کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں [illegible] کوششوں سے ملک کا اسلامی تشخص آہستہ آہستہ مٹا کر اسے [illegible] اسلام کی [illegible] جسم سے ہٹا دیا جائے جو اس کی قوت کا گہرا ماخذ ہے اور پاکستان عالم اسلام کو [illegible] اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے قوت سے بھرپور قیادت فراہم کرنے کی جس جہادی [illegible] ہے یہود و نصاریٰ کے ایجنڈا پر کام کرنے والے قادیانی اور پرویزی اسے [illegible] داخلی و خارجی مسائل میں الجھا کر اس کی روحانی و مادی قوت کو تحلیل کرنے کے درپے [illegible] پاکستان دوراہا چھوڑنے پر مجبور ہو جائے - لہذا اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کی بیخ کنی [illegible] کی نشاندہی اور ان کی غیر اسلامی حیثیت کا اصولی تعین نہ کرنا پاکستان دشمنی ہے [illegible]

متحدہ علماء بورڈ کے اراکین کی یہ مذہبی اور قومی ذمہ داری ہے کہ وہ ملک کی مذہبی [illegible] سرحدوں کی حفاظت سے ہرگز صرف نظر نہ کریں اور قادیانیوں اور پرویزیوں کی [illegible] چالوں اور ان کے دجل کے دھوکہ میں نہ آئیں اور اعلائے کلمۃ الحق کا حق کما حقہ [illegible] ہوئے باطل کو بانگ دہل باطل کہیں - اسلام و کفر کی تقسیم کسی کی ذاتی رائے یا [illegible] اصول و ضوابط یا حکومتی قانون سازی کی پابند نہیں - بلکہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] اس تقسیم و تفریق کی کسوٹی قرار دیتے ہوئے ملت کو دو واضح گروہوں میں تقسیم کیا [illegible] ملت اسلامیہ اور ملت کفر - اور دونوں میں تعلقات کار کے لئے دو ٹوک قوانین و [illegible] مرتب فرمائے ہیں - جن کی لازمی پابندی ہی سے اپنا اسلامی تشخص قائم رکھا جا [illegible] تعالیٰ کی اس اصولی تقسیم کو اپنی مصلحتوں کے تابع کرتے ہوئے کسی طرح کی

قانون سازی در حقیقت قوانین الٰہیہ سے محاذ آرائی ہو گی۔ اور ملت اسلامیہ اسے

نہیں کرے گی۔ منبع نبوت کے بدترین مخالف۔ منکرین ختم نبوت اور منکرین فرمان رسالت

۔جو قادیانیوں اور پرویزیوں پر مشتمل ہیں اور جن کے کفر وارتداد پر قرآن وحدیث

میں اجماع امت قائم ہو چکا ہے کے بارے میں متحدہ علماء بورڈ کو اپنا موقف واضح کرنا چاہیے

تاکہ وہ ابہام دور ہو جس کا فائدہ اٹھانے کے لئے یہ دونوں گروہ اپنی سرگرمیوں کو

مرتب کرنے کی منصوبہ بندی میں مصروف ہو گئے ہیں۔

اس سلسلے میں متحدہ علماء بورڈ کو مندرجہ ذیل گزارشات پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ فروعی اختلافات کی بناء پر کفر کے فتاوی پر پابندی لگائی جائے اور مرتکب افراد کو سزا دینے کے لئے مؤثر قانون بنایا جائے۔

۲۔ کفر کے ایسے فتاوی جات جن کا صدور ضروریات دین کے انکار اور اسلام کے اساسی احکامات کی مخالفت۔ تحریف اور باطل وملحدانہ تاویل کے باعث لازم ہو ان کا راستہ روکنے کی بجائے ان کے بارے میں واضح مؤقف اختیار کیا جائے اور دین کو بازیچہ اطفال بنانے والوں اور اپنی آزادانہ رائے اور مرضی سے اس کا حلیہ بگاڑنے والوں سے دین کی حفاظت کا انتظام کیا جائے اور ان کو قرار واقعی سزا دینے کا بندوبست کیا جائے۔ قانون سازی کرتے وقت اصول وفروع کا اختلاف ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھا جائے۔

۳۔ اجماع امت کے فیصلوں کو شرعی تحفظ دیا جائے اور اس کے مخالفین کو قانونی سزا دی جائے۔ بصورت دیگر آپ کی مجوزہ سفارشات کی روشنی میں قادیانیوں اور پرویزیوں کو قانونی تحفظ حاصل ہو جائے گا اور دونوں گروہوں کی طرف سے مسلمانوں کو ارتداد کے گڑھے میں دھکیلنے کے راستے کھل جائیں گے۔

۴۔ مجوزہ قانون کی روشنی میں مسلمانوں میں گمراہی کا پھیلانا آسان ہو جائے گا۔ بلکہ یہ حقیقت عیاں ہے کہ اس دور پر فتن میں آئے روز نت نئے فتنے اٹھتے رہتے ہیں جس سے ملک میں بے چینی اور ٹکراؤ کی فضاء پیدا ہوتی رہتی ہے۔

دشمنان اسلام اپنے آلہ کاروں کے ذریعے شعائر اسلام کی بے حرمتی اور دین کا

کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ اس قانون کے ذریعے ایسے

کو اپنے عزائم کی تکمیل کے لئے فری ہینڈ حاصل ہو جائے گا۔

اس قانون کی روشنی میں شان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گستاخی کا باب

جائے گا اور کئی سلمان رشدی۔ غلام احمد قادیانی۔ غلام احمد پرویز پیدا ہونا شروع ہو

گے۔ جس سے حالات کے مزید بگاڑ کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔

اس مجوزہ قانون کا لازمی نتیجہ یہ سامنے آتا ہے کہ ایک کافر کو کافر نہ کہا جائے ورنہ

سال کی قید لازم ہو جائے گا یہ نظریہ ہی سراسر طاغوتی ہے اور سیکولرزم کے جراثیم اپنے

رکھتا ہے۔ حالانکہ کفر واسلام میں تفریق کی بنیاد قرآن وسنت پر رکھی گئی ہے اور اس

پر خود باری تعالیٰ عزوجل نے دنیا بھر کو دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے یعنی ملت اسلامیہ

ملت کفر۔ اور ہر ایک کے احکامات جدا ہیں۔ اسی سے نکاح۔ وراثت ۔ مساجد حرم میں

۔ باہمی تعلقات کی حدود وغیرہ متاثر ہوں گی جس سے کفر در کفر کی حالت پیدا ہو جائے گی

مسلمانوں کی جہادی سپرٹ متاثر ہو گی اور ان کی بقا خطرے میں پڑ جائے گی جس

میں آہستہ آہستہ اسلامی تشخص ختم ہوتا چلا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنے دین اور ملت کی حفاظت اور اسلامی تشخص اور

کو قائم رکھنے کے لئے کافروں کو دوست نہ بنانے اور ان کو اپنے بھید نہ دینے کا حکم دیا

اور ایسا قانون جو اسلام وکفر کے قرآنی احکامات سے تجاوز کرتا ہو فی نفسہ قابل مؤاخذہ ہو گا

اللہ تعالیٰ تو کافروں پر دنیا وآخرت میں لعنت بھیجے اور ایمان اور اسلامی ریاست کی

حدوں کی حفاظت کے لئے ان کے خلاف جہاد کا حکم دے اور ہمارا مجوزہ قانون کافر کے کفر

کو مہیا کرے اور مسلمان کو کافر کے کفر سے بیزاری پر ۱۴ سال قید وجرمانہ کی سزا سنائے

آئین خداوندی کا استہزاء نہیں تو اور کیا ہے۔

مجوزہ قانون کے آئندہ امکانی اثرات سے کافر وملحد اور مرتد ہونے والے مسلمانوں

کے قبرستانوں میں بدستور مدفون ہوتے رہیں گے اور مسلمانوں کے علیحدہ قبرستانوں کا تصور ختم ہو کر رہ جائے گا-

۱۲- کفار سے مراد یہود - ہنود - سکھ - عیسائی وغیرہ ہی نہیں بلکہ اگر کوئی مسلمانوں میں سے بھی ضروریات دین کا انکار کرے - دین اسلام کی بے سند تشریح کرے اور من گھڑت تحریف کرے قرآن کے کسی حکم کا انکار کرے فرمان رسالت شعائر اسلام کا انکار کرے سنت حجیت کا انکار کرے - حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کو تسلیم نہ کرے تو ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو کر زمرہ کفار یعنی ملت کفر میں شامل ہو جائے گا۔ اور اسلامی قانون کی رو سے مرتد کی سزا کا مستحق ٹھہرے گا - اس کے لئے وہی احکامات ہوں گے جو دیگر کفار کے لئے مقرر ہیں - اور اوپر بیان ہو چکے ہیں - یہ کونسا قانون بنایا جا رہا ہے کہ جسے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا دشمن قرار دیتے ہوئے تو کافر قرار دیں لیکن اسے کافر کہنے پر ۱۴ سال قید کی سزا دی جائے - ایسا اقدام تو اللہ تعالی کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہوگا اور پاکستانی مسلمان اسے ہرگز قبول نہیں کریں گے - لہذا بہتر ہوگا کہ اس قانون کی شرعی تشریح کر کے علماء اور عوام کو اعتماد میں لیا جائے مزید یہ کہ اس قانون کے سائے میں پاکستان میں وسیع پیمانے پر بلا روک ٹوک دجل پھیلے گا اور ارتداد کا راستہ کھل جائے گا اور پاکستان مزید فتنوں کا شکار ہو جائے گا-

تجاویز :-

۱- حکومت جو قانون سازی کرے اس میں قادیانیوں اور پرویزیوں کی کفریہ حیثیت واضح طور پر متعین کرے کیونکہ ان دونوں کے کفر پر اجماع امت قائم ہو چکا ہے-

۲- فرقہ واریت پر قابو پانے کے اقدامات کے ساتھ ساتھ ارتداد کے پھیلانے والے مرتدین کی شرعی حد سزائے موت مقرر کی جائے تاکہ آئندہ کسی شخص کو شعائر اسلام کی بے حرمتی - ضروریات دین اور فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حجیت کا انکار

یات کو جھٹلانے اور اجماع امت کے فیصلے کے خلاف سر اٹھانے کی ہمت نہ رہے اور غلام احمد قادیانی اور غلام احمد پرویز کی شکل میں کوئی اور مرتد پیدا نہ ہو سکے-

قادیانی اور پرویزی جماعتیں اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتی ہیں - اگرچہ یہ ملحد نیں ارتداد پھیلانے میں ہمہ وقت مصروف ہیں - یہ اپنا نام بدل کر کسی اور روپ میں دجل کو جاری رکھ سکتی ہیں لہذا صدر اور وزیر اعظم پاکستان اپنی شرعی ذمہ داریوں کو کرتے ہوئے قانون سازی کرتے وقت تمام تر پہلوؤں کو سامنے رکھیں تاکہ مذہبی ذت کے قلع قمع کے ساتھ ساتھ ارتداد کا بھی خاتمہ ہو - یہ آپ کا تاریخ ساز فیصلہ ہوگا- ب کو قبول ہوگا-

قانون سازی کے لئے شیعہ اور سنی مؤقف میں توازن و مساوات لازمی ہے جس رح "اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض و عناد رکھنے والا ایمان سے محروم اور رج از اسلام ہے" اسی طرح "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضوان علیہم بالخصوص خلفائے راشدین - امہات المؤمنین سے بھی بغض و عناد رکھنے والا ایمان ے محروم اور خارج از اسلام تسلیم کیا جائے - ورنہ قانون غیر متوازن اور ناقص رہے گا - اور طلبہ مقاصد حاصل نہ ہوں گی•

حکومت فوری طور پر سرکاری دارالافتاء کا قیام عمل میں لائے جو ایک آزاد اور خود ز ادارے کی حیثیت سے کتاب و سنت کی روشنی میں فیصلے کرے - جس میں ہر مسلک اور ب فکر کے علماء کی نمائندگی ضروری ہو - اور وہ پیشہ ور سیاسی علماء پر مشتمل نہ ہو بلکہ علمی زہبی - فنی اور غیر سیاسی مقتدر علماء کرام جن کو فتوی میں دسترس حاصل ہو - ان پر مشتمل یہ دارالافتاء فروعی اختلاف سے ہٹ کر اصول پر مبنی جن کا تعلق نصوص قطعیہ سے ہو نی صادر کرے-

دارالافتاء کے قیام کے بعد کوئی شخص کفر کا فتوی صادر کرنے کا مجاز نہ ہو - مدارس

فکر و نظر

اسلام کے قانون وراثت میں "اجتہاد" کے نام سے 'ارتداد کی دعوت!

(سندھ کے ایک جج کے فیصلے پر چند ضروری گزارشات

حافظ صلاح الدین یوس

مسلمان ممالک میں جب تک اسلام کی علمبرداری قائم رہی' وہاں کبھی حقو نسواں کا مسئلہ نہیں اٹھا کیونکہ مسلمان اسلام کی ابدی تعلیمات اور ان کی حقانیت پر یقی کامل رکھتے تھے اور مملکت کا نظام اسلامی اصولوں پر استوار تھا' جس میں مرد و عورت کے الگ الگ دائرہ کار کا تعین تھا جیسا کہ اسلامی تعلیمات کا تقاضا ہے چنانچہ اسلامی ملکوں میں عورتوں کا دائرہ عمل گھر کی چار دیواری تھا' وہ اس دائرے میں رہ کر امور خانہ داری سر انجا دیتیں' بچوں کی دیکھ بھال اور ان کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرتیں اور خاوند کی خدمت واطاعت بجا لاتیں - مرد' گھر کی ان ذمہ داریوں سے سبکدوش ہوتا اور پوری یکسوئی اور ز خاطر کے ساتھ بیرونی سرگرمیوں میں مصروف عمل رہتا - کسب معاش' امور جہانبانی' جہ سفارت کاری وغیرہ تمام معاملات مردوں کے سپرد تھے - یوں زندگی کی گاڑی ان دونوں کے سے بحسن و خوبی چل رہی تھی کیونکہ دونوں کا وجود انسانی زندگی کے لئے لازم و ملزو حیثیت رکھتا ہے - دونوں کی مساعی اور تگ و تاز کا انسانیت کے ارتقاء میں برابر کا حص - اس معاملہ میں کوئی بھی کسی سے کمتر نہیں ہے نہ انسانی و شہری حقوق میں اور نہ تہ کے ارتقاء و عروج میں - تاہم دونوں کے مابین فطری صلاحیتوں میں جو فرق و تفاوت ہے ایک مسلمہ امر ہے' اس کے پیش نظر تقسیم کار تھی' جس کو دونوں نے قبول کیا ہوا ہوا تھا - یوں مرد و عورت ایک دوسرے کے حلیف تھے' حریف نہیں - ایک دوسرے کے معاون تھے' رقیب نہیں - ایک دوسرے کے ہمدرد و غم گسار تھے' باہم دشمن نہیں۔

یہ تقسیم کار چونکہ فطری اور امر الٰہی کے مطابق تھی' اس لئے اس کی وجہ

ور پر بھی امن و استحکام تھا اور معاشرہ معاشرتی بگاڑ سے بہت حد تک محفوظ تھا بیرونی طور پر بھی مسلمانوں کا رعب اور دبدبہ قائم تھا' دشمن کو مسلمانوں کی طرف اٹھا کر دیکھنے اور حوصلہ اور یارانہ تھا - گویا اس تقسیم کار یعنی عورت کا اپنے دائرہ کار میں محدود رہنے سے ملک کی داخلی پالیسیوں میں کوئی خرابی پیدا ہوئی اور نہ بین سطح پر کسی کمزوری کا مظاہرہ ہوا جس سے عملی طور پر یہ واضح ہوگیا کہ انسانی روں کے لئے یہی پالیسی مفید ہے جو خود خالق کائنات نے انسانوں کے لئے پسند فرمائی اسی سے ہی امن و استحکام مل سکتا ہے اور قومیں عروج و ترقی سے بھی اسی طرح ہم کتی ہیں' نہ کہ اس سے انحراف کرکے اور اس کے برعکس پالیسی اختیار کرکے۔

چنانچہ دیکھ لیجئے، مغربی ملکوں نے اس فطری پالیسی سے انحراف کرکے عورت کو گھر کی چار دیواری سے نکال کر دفتروں اور منڈیوں میں اور کارخانوں اور فیکٹریوں میں ں کے دوش بدوش لاکر کھڑا کردیا' تو ان کی صنعتی ترقی میں تو یقیناً" کچھ تیزی آگئی' دو بڑے نقصان سے انہیں دوچار ہونا پڑا۔ ایک تو معاشرہ قلب و نظر کی پاکیزگی سے ہوگیا اور جنسی ہوس اور شہوت رانی عام ہوگئی - دوسرا ان کا خاندانی نظام تباہ ہوگیا' اور ان کی ساری ترقی و خوشحالی بے معنی ہو کر رہ گئی کیونکہ انسان ساری محنت اور تگ و رف اس لئے کرتا ہے کہ اسے راحت و تسکین حاصل ہو اور یہ راحت اسے اس کی آغوش فراہم کرتی ہے یا پھر جوان ہونے کے بعد وفا شعار اور اطاعت گزار بیوی کی و الفت۔ صنعتی ترقی نے مغربی ملکوں میں آسائش و راحت کے اسباب و وسائل کی تو کردی' لیکن گھروں سے تسکین و راحت کو ختم کردیا' کیونکہ محض اسباب راحت سے ت اور وسائل آسائش سے تو آسائش حاصل نہیں ہو سکتی - یہی وجہ ہے کہ ان ملکوں میں' جہاں وسائل آسائش کی فراوانی ہے؛ خود کشی کی وارداتیں بھی عام ہیں اور ور گولیوں کا استعمال بھی روز افزوں - یہ اس بات کی دلیل ہے کہ محض دولت کی اور وسائل کی فراوانی ہی سب کچھ نہیں' نہ اس سے امن و راحت ہی نصیب ہو ے۔ امن و راحت اس خدائی نظام ہی میں ہے جو اللہ نے انسانوں کے لئے تجویز کیا

" الا بذکر اللہ تطمئن القلوب " (الرعد :28)
" دلوں کو اطمینان اللہ کے ذکر سے ہی ملتا ہے۔ "

مغربی ملکوں نے چونکہ اپنے آپ کو اس خدائی نظام سے محروم کرلیا ہے، طرح کی مادی و سائنسی ترقی کے باوجود وہ گھریلو امن و سکون سے محروم ہیں' اس اس نے گھر کی ملکہ کو ہر ایرے غیرے نتھو خیرے کی کنیز اور خادمہ بنا دیا ہے' شمع حرم کو انجمن بنا دیا ہے اور تقدس و عظمت کی اس چادر کو تار تار کردیا ہے جو اللہ نے اس قامت زیبا کے لئے تجویز کی تھی۔ اب وہ گھر میں صرف خاوند کی مہر و محبت کا مرکز نہیں بلکہ کلبوں میں' دفتروں میں اور بازاروں میں ہر بو الہوس کی ہوس ناک نگاہوں کا محور اب صرف گھر کی زینت نہیں ہے بلکہ اس کے جلوہ حسن آرا سے ملک کے تمام بام و در روشن ہیں یوں ایک نہایت بیش قیمت متاع کو' جسے پردے میں چھپا کر اور غیروں کی نظروں سے بچا کر رکھنے کی تاکید کی گئی تھی' ایک شوپیس اور جنس بازار بنا کر رکھ دیا' تقدس عصمت کے پیکر کو بے حیائی کا چلتا پھرتا اشتہار اور وفا کی پتلی کو جفا کا خوگر اور ہرجائی منش بنا دیا۔۔۔ انا للہ و انا الیہ راجعون!

بدقسمتی سے اسلامی ملکوں میں بھی' جب سے وہاں سے اسلام کی علمبرداری ہوئی ہے' مغرب کی نقالی میں عورت کو گھروں سے باہر نکالنے کی اور مردوں کے دوش بدوش کھڑا کرنے کی مذموم مساعی کی جا رہی ہیں۔ ایک آدھ ملک کو چھوڑ کر تقریباً اسلامی ملک میں مغرب زدگی کا یہ فتنہ عام ہے' کیونکہ ان پر مسلط حکمران طبقہ اور ان کے اعوان و انصار کے قلب و نظر کارگہ مغرب ہی کے ڈھلے ہوئے ہیں اس لئے انہیں اسلامی تہذیب و تمدن کے مقابلے میں مغرب کی حیا باختہ تہذیب زیادہ اچھی لگتی ہے اور اسلام کے عادلانہ نظام و قوانین کے مقابلے میں مغرب کے خود ساختہ قوانین زیادہ بھلے لگتے ہیں سے پہلے اس شوخ چشمانہ جسارت کا ارتکاب ترکی کے آمر مطلق مصطفیٰ کمال پاشا نے کیا اس شخص نے 1924ء میں نہ صرف اسلامی خلافت کا خاتمہ کیا' بلکہ اسلامی قوانین کی مغربی قوانین کو بہ زور نافذ کردیا' جب سے وہاں آج تک اسی کافرانہ نظام کا غلبہ ہے اسے اس طرح تحفظ حاصل ہے کہ کسی حکومت کو اس سے انحراف کرنے کی اجازت

[illegible] دار فرد کسی اسلامی شعار کو اختیار نہیں کرسکتا جیسا کہ اس کی ایک مروہ نامی عورت ہے۔ یہ خاتون محترم ترکی پارلیمنٹ کی ممبر بنی تو سر پر سکارف پارلیمنٹ میں گئی۔ وہاں اس کے خلاف ہنگامہ برپا ہوگیا اور اسے ترکی قانون سے قرار دے کر اس خاتون کی نہ صرف رکنیت ختم کردی گئی بلکہ سنا ہے کہ اس کو وہاں حقوق سے بھی محروم کردیا گیا ہے۔ مغرب کی نقالی میں یہ اس ترکی کا حال ہے جو خلافت کا امین اور عالم اسلام کا محافظ اور پشتیبان تھا۔ آج وہ اس اسلامی اعزاز کردار سے محروم ہو کر اپنے ہی مسائل میں اس طرح الجھا ہوا ہے کہ کسی لحاظ سے اطمینان بخش نہیں کہا جاسکتا۔

بلندی اور عروج کے مقابلے میں یہ پستی اور زبوں حالی اس کا مقدر کیوں بنی؟ صرف ایک ہی ہے۔ اسلام سے انحراف کے نتیجے میں!! لیکن عام لوگوں کے بھی کا یہ حال ہے کہ وہ ترکی کے اس انحراف کو قابل تقلید سمجھتے ہوئے اسلامی ملکوں کو بھی اسلام کے معاملے میں وہی رویہ اختیار کرنے کی تلقین کرتے رکی نے اختیار کیا۔ حتیٰ کہ ڈاکٹر اقبال رحمۃ اللہ علیہ جیسے شخص نے بھی اپنے خطبات " جدید الہیات اسلامیہ " کے ایک خطبے " الجہاد فی الاسلام " میں ترکی کے بعض تحسین کی ہے' جس سے مغرب زدہ افراد کو مزید حوصلہ ملتا ہے۔ ڈاکٹر مرحوم کی غلطی یہ ہے کہ انہوں نے اسلام سے انحراف کو " اجتہاد " سے تعبیر کیا ہے' حالانکہ قوانین کی بجائے مغربی قوانین کا اختیار کرنا' یہ ترکی کا اجتہاد نہیں' بلکہ انحراف و ہے۔ اسی غلطی کا اعادہ سندھ ہائی کورٹ کے ایک جج شائق عثمانی نے اپنے ایک فیصلے ہے اور عورت کے حصہ وراثت کو مرد کے برابر کرنے کے لئے " اجتہاد " کی دعوت ہے۔ ان کا یہ فیصلہ انگریزی میں ہے لیکن اس کے کچھ حصے کا اردو ترجمہ ایک ریٹائرڈ جسٹس شفیع محمدی نے ہفت روزہ " تکبیر " کراچی میں 22 اپریل 1998ء میں شائع ہے۔ اس میں جج فرماتے ہیں۔

" بلاشبہ بچی کے حصے کا بچے کے حصے کے مقابلے میں آدھا ہونے کے متعلق اطلاق اس دعوے کی غلط تشریح کا نتیجہ ہے کہ یہ (قانون) ناقابل تبدیل ہے اور

ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اصل میں یہ دعویٰ نتیجہ ہے مرد پرستی کے اس مزاج کا جو
میں سرایت کر چکا ہے۔ ہمارے مذہب میں عورتوں کو آدھے حصے کی جو بات کی
اس کی کم سے کم حد قائم کرنے کے لئے ہے، زیادہ سے زیادہ کے لئے نہیں
ممکن ہے کہ کوئی اسلامی مملکت اجتہاد سے کام لے کر عورت کے حصے کو بڑھا
ایک مسلم ملک یعنی ترکی تو ایسا ہے جہاں وراثت میں بیٹیوں اور بیٹوں کے حصے
اس میں جج موصوف نے پہلے تو چند مفروضے قائم کئے ہیں۔

(1) اسلام کے قانون وراثت کو ابدی (ہمیشہ رہنے والا) اور ناقابل تبدیل کہ
غلط تشریح کا نتیجہ ہے۔

(2) یہ دعویٰ مرد پرستی کا نتیجہ ہے۔

(3) اسلام میں عورت کے آدھے حصے کی جو بات کی گئی ہے وہ اس کی کم سے
کرنے کی ہے۔ زیادہ سے زیادہ کے لئے نہیں۔

یہ تین مفروضے قائم کرکے وہ اس شوخ چشمانہ جسارت کا ارتکاب
دعوت دیتے ہیں کہ اجتہاد کے ذریعے سے اس قانون کو تبدیل کردیا جائے اور
ترکی کا نام لیا ہے کہ اس نے یہ کام کر دکھایا ہے گویا ترکی کی تحسین کرکے دوسرے
ملکوں کو بھی اس کافرانہ حرکت کا ارتکاب کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔

ہمیں تعجب ہے کہ فاضل جج نے یہ مفروضے کس بنیاد پر قائم کئے
مفروضوں کے لئے ان کے پاس کوئی دلیل ہے؟ ان کا پہلا مفروضہ یا واہمہ یہ ہے
کا نصف حصہ اس غلط تشریح کا نتیجہ ہے کہ یہ قانون ناقابل تبدیل اور ہمیشہ رہنے
اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام تبدیل ہو سکتا ہے بلکہ ہونا چاہئے کیونکہ اسلام کی
کا نتیجہ یہی ہے۔ موصوف نے اپنے اس دعوے کے مضمرات پر غور نہیں کیا
یہ کھوکھلا دعویٰ نہ کرتے۔ اس دعویٰ کا صاف مطلب یہ ہے کہ چودہ سو
ہزاروں، بلکہ لاکھوں علماء، فقہاء گزرے ہیں، اور وہ اسلام کے قانون وراثت
اور یکسر ناقابل تبدیل سمجھتے رہے ہیں، ان کا فہم اسلام ناقص اور ان کی تفسیر
غلط ہے۔ اس کے برعکس آج کل کے مغرب زدہ مستغربین، جو قرآن کریم کو

نہیں، کہا کہ وہ اس کو سمجھنے کی صلاحیت سے بہرہ ور ہوں، ان کا فہم
ور ان کی تفسیر و تشریح معتبر ہے۔ گویا مقصد ہے ان کا فرمایا ہوا !!
اس لئے اگر یہ کہا جائے کہ چودہ سو سال کے مفسرین و محققین اور علماء و فقہاء
ن کی اور ان ہی کی توضیح و تشریح معتبر ہے اور ان کے مقابلے میں آج کے یہ
اسلام، نہ عربی زبان اور قرآنی و حدیثی علوم سے یکسر نا آشنا ہیں، ان کا دعوائے فہم
محض ایک دعوٰہ ہے، یہ اسلام کی ابجد سے بھی واقف نہیں ہیں۔ چودہ سو سال کے
فقہاء کے مقابلے میں آج کل کے متجددین و منکرین کو جاہل اور اسلام سے نا
محض تسلیم کرنا زیادہ آسان بھی ہے اور قرین صواب بھی۔
پھر بھی اسلام کے ہر طالب علم کو بخوبی یاد ہے کہ دین نبی اکرمؐ کے دنیا سے
انتہا ہو گیا اور آپ کے جانے کے بعد دین میں کوئی اضافہ یا تبدیلی نہیں ہو سکتی

(2) ان کا دوسرا مفروضہ بھی براہ راست اللہ تعالیٰ کی ذات پر حملہ ہے، عورت کا
حصہ وراثت اگر واقعی مرد پرستی کا نتیجہ ہے تو اس قانون کے واضع علماء و فقہاء
اللہ تعالیٰ ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کا یہ حکم حکمت و مصلحت کی بجائے کسی ایک جنس یا
کی بے جا طرف داری پر مبنی ہے؟ جیسا کہ موصوف کے دعوائے مرد پرستی سے یہی
ہے تو اس کے بعد اللہ حکیم و عادل قرار پائے گا یا ظالم و غیر حکیم؟ امت کے
علماء اور مفسرین اللہ تعالیٰ کو حکیم وعادل ہی مانتے آئے ہیں اور اللہ پر ایمان رکھنے کا
اور مطلب بھی یہی ہے اس لئے اس کے ہر حکم اور قانون کو وہ عدل و انصاف کا
بھی سمجھتے رہے ہیں اور حکمت و مصلحت سے پر بھی۔ چاہے وہ حکمت و مصلحت
کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ کا زیر بحث قانون وراثت بھی حکمت و
سے پر ہے۔ ذرا سوچئے ! اسلام نے عورت کو کسب معاش کی ذمے داریوں سے
رکھا ہے، جس کا واضح مطلب یہی ہے کہ عورت کو تجارت و کاروبار کرنے کی ضرورت
فیکٹریوں اور دفتروں میں مردوں کے دوش بدوش ملازمت کے دھکے کھانے کی۔ یہ
قسم کے دیگر تمام بیرونی کاموں کے ذمے دار صرف اور صرف مرد ہیں۔

اب واقعہ یہ ہے تو سرمایہ اور دولت کی زیادہ ضرورت مرد کو ہے یا جس کو زیادہ ضرورت ہے' تو اس کی ضروریات کے پیش نظر اس کا حصہ زیادہ مقرر کر و انصاف اور فلسفہ کے مطابق ہے یا اس کے منافی؟ مرد و عورت کے درمیان جب کا سلسلہ قائم ہوتا ہے تو شادی کے اخراجات بھی اصل میں مرد ہی کی طرف سے ہیں' ولیمہ کرنا بھی اس کی ذمہ داری ہے' مہر کی ادائیگی بھی مرد ہی فریضہ ہے۔ علاوہ اور بھی بہت اخراجات ہیں' ان سب کا کفیل صرف مرد ہے' عورت نہیں۔ کسی بھی میں عورت پر کوئی مالی ذمہ داری نہیں۔ جب وہ بچی ہے تو والدین اس کے کفیل والدین کی عدم موجودگی میں بھائیوں کی بہن ہے' وہ بھائی ہی اس کے کفیل ہیں۔ بچے سسرال منتقل ہونے کے بعد وہ بیوی ہے' اس کا کفیل اس کا خاوند ہے۔ صاحب اولاد کے بعد وہ ماں کے درجے پر فائز ہو جاتی ہے اب خاوند کے ساتھ ساتھ جوان اولاد بھی کی کفیل ہے اور خاوند کی عدم موجودگی میں تو بالخصوص اولاد ہی ماں کے تمام اخراجات ذمہ دار ہوتی ہے یہ ہے وہ اسلامی معاشرہ جس کی بنیاد اسلامی تعلیمات ہیں۔ اس میں لیجئے' مالی ذمہ داریوں کا تمام بوجھ صرف مرد پر ہے' عورت کسی بھی موقع پر مال کمانے اسے خرچ کرنے کی مکلف نہیں ہے جب ایسا ہے تو عورت کا نصف حصہ میراث دراصل اس کے احترام و وقار کو بحال کرتا ہے کیونکہ اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت عورت وراثت سے بالکل محروم تھی' اسلام نے ہی اسے وراثت میں حق دار قرار دے کر کی بے توقیری اور بے بسی کو ختم کیا اگر ذمہ داریوں کے اعتبار سے وہ پوری وراثت حق دار ہوتی تو یقیناً" اللہ تعالیٰ اس کا حصہ میراث بھی مرد کے برابر ہی رکھتا لیکن جب تعالیٰ نے خود ہی اسے تمام مالی ذمہ داریوں سے اور بیرونی معاملات سے مستثنیٰ رکھا ہے تو بات کس طرح عدل و انصاف کے مطابق ہوتی ہے کہ اس کا حصہ میراث بھی اس مر برابر ہوتا جس پر مالی ذمہ داریوں کا تمام بوجھ ڈال دیا گیا ہے؟

(3) موصوف کا تیسرا دعویٰ بھی یکسر بے بنیاد ہے' آخر قرآن کے کس لفظ یہ بات نکلتی ہے کہ عورت کا آدھا حصہ کم از کم حد ہے؟ اگر یہ بات بالفرض صحیح تسلیم جائے تو دوسرا سوال یہ ہے کہ پھر زیادہ سے زیادہ حد کیا ہوگی یا کیا ہونی چاہیے؟ اگر مر

زیادہ مقرر کی جائے گی تو مرد بجا طور پر معترض ہوں گے کہ مالی معاملات دار تو ہم ہیں پھر عورت کو جس پر سرے سے کوئی بوجھ ہی نہیں' ہمارے بھی زیادہ حصہ کیوں رکھا گیا ہے؟ اس کا کوئی معقول جواب ان متجددین و اسلام کے ہاں ہے؟ ھاتو برھانکم ان کنتم صادقین اور اگر عورت کا کے برابر یا اس سے زیادہ تو مقرر نہیں کیا جاتا' نصف سے تھوڑا بڑھا دیا جائے تو کیا ی کے مریض مطمئن وہ جائیں گے؟ یقیناً" نہیں ہوں گے' ان کا اعتراض اور دل میں مزید برقرار ہی رہے گا پھر اس بکھیڑے جس کو یہ متجددین "اجتہاد" رہے ہیں' کیا حاصل ہوگا؟

(4) رہی بات اجتہاد کی اور اس کی دعوت کی؟ تو دراصل یہ لوگ اجتہاد کی ہی سے بے خبر ہیں ورنہ اس دیدہ دلیری سے مسئلہ زیر بحث میں اجتہاد کی دعوت نہ اجتہاد کا دروازہ یقیناً" کھلا ہوا ہے۔ ہر دور میں اجتہاد ہوتا رہا ہے' آج بھی اجتہاد ہے اور ہو سکتا ہے۔ بہت سے مسائل آج بھی یقیناً" دعوت اجتہاد دے رہے ہیں اور اجتہاد کی ضرورت ہے لیکن یہ کون سے مسائل ہیں؟ وہ مسائل نہیں جن میں ریم کی صریح آیات اور نبی اکرم کے واضح فرامین موجود ہیں۔ ایسے مسائل میں تو کوئی گنجائش ہی نہیں کیونکہ منصوص مسائل میں بغیر چوں و چرا کیے ایمان لانا اور رکھنا ضروری ہے' ان کی بابت اجتہاد کی دعوت دینا دراصل اسلام سے بغاوت اور کفرو ہے۔ جناب موصوف نے بھی ایک منصوص اور متفق علیہ مسئلے میں اجتہاد کی دعوت کفر و ارتداد کا ہی ارتکاب کیا ہے' جس سے انہیں اگر وہ مسلمان رہنا اور اسلام پر رہنا چاہتے ہیں' فوراً" توبہ کرنی چاہیے:

(5) اسی طرح ترکی کے اقدام کو بطور مثال پیش کرنا بھی ذہنی ارتداد کا نتیجہ ہے ترکی میں اگر عورت کا حصہ وراثت مرد کے برابر ہے تو انہوں نے یہ قانون اجتہاد نہیں بنایا ہے (کیونکہ ایسا اجتہاد ہو ہی نہیں سکتا) بلکہ اسلام سے انحراف و بغاوت قانوناً" جبراً" نافذ کیا ہے اب جس کو اسلام سے انحراف و بغاوت محبوب ہے وہ اسے مستحسن سمجھے' لیکن جسے اسلام عزیز ہے اور وہ مسلمان رہنا چاہتا ہے تو وہ کبھی

[illegible]

محنت اور اجرت

مفتی ذاکر حسن نعمانی

تمام انسانوں کی معیشت میں اونچ نیچ ایک فطری بات ہے- اس لئے کہ ہر انسان دوسرے انسان سے ذہنی صلاحیت، جسمانی قوت و صحت، عمر اور اپنے کسی پیشہ میں تجربہ کے لحاظ سے مختلف ہے یہی وجہ ہے کہ ہر انسان میں ہر قسم کی صلاحیت جمع نہیں ہو سکتی انہی مختلف صلاحیتوں کی وجہ سے سب ایک دوسرے کے محتاج ہیں- ان مختلف صلاحیتوں کی وجہ سے لوگوں کے حقوق و فرائض جدا جدا ہیں- جس کی وجہ سے معاشی مساوات ناممکن ہے- اللہ تعالی کا ارشاد ہے- نحن قسمنا بینهم معیشتهم فی الحیوة الدنیا ورفعنا بعضهم فوق بعض درجت لیتخذ بعضهم بعضاً سخریاً دنیوی زندگی میں (تو) ان کی روزی ہم (ہی) نے تقسیم کر رکھی ہی اور (اس تقسیم میں) ہم نے ایک دوسرے کو رفعت دے رکھی ہے تاکہ (اس سے یہ مصلحت حاصل ہو کہ) ایک دوسرے سے کام لیتا رہے (اور عالم کا انتظام قائم رہے) (بیان القرآن) اگر لوگوں کی ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں میں اختلاف نہ ہوتا تو عالم کا نظام بگڑ جاتا-

البتہ دنیا میں معاشی بے انصافیاں، محنت اور اجرت میں عدم توازن اور اختیاری معاشی اونچ نیچ بھی ضرور موجود ہے- جو مختلف نظاموں اور حکومتوں کی پیداوار ہے- اس معاشی بگاڑ کو ختم کرنے کے لئے محنت اور اجرت میں توازن اعتدال اور انصاف ضروری ہے-

محنت :- عاملین پیدائش میں اہم اور بنیادی عامل محنت ہے اشیاء اور خدمات کی پیداوار محنت کی مرہون منت ہے دنیا میں معاش اور معاد دونوں کے لئے محنت جاری ہے- معاد کی محنت کا صلہ یعنی اجرت اللہ ضرور اور حد سے زیادہ اور بے حساب عطا کرتے ہیں-

اللہ تعالی کا کسی نیک عمل پر اجرت عطا کرنا اس کا فضل اور کرم ہے اس لئے کہ اول نیک عمل کی توفیق دیتا ہے پھر اس پر اجر عطا کرتا ہے- یہ بندے کا استحقاق نہیں کیونکہ اللہ خالق اور مالک ہے- خالق اور ملک اپنی مخلوق اور مملوک میں بلامعاوضہ ہر قسم کے تصرف کا حق رکھتا ہے-

-محنت کے لئے دو قوتیں درکار ہیں- ذہنی اور جسمانی- اگر ذہن اور دماغ و نہیں ب ہے تو شریعت کے نزدیک مرفوع القلم ہے اور معاش کے سلسلہ میں بھی اس سے ت نہیں لیتا اور نہ اس کو کوئی اجرت دیتا ہے البتہ اللہ تعالی اس پاگل کو آخرت میں اجر زیں گے- اسی طرح اگر بدنی کمزوری ہے تو جسمانی محنت سے محرومی کی وجہ سے دنیا ر اجرت سے محروم رہ جاتا ہے- ہر مزدور اور نوکر کا طبی معائنہ اس لئے کیا جاتا ہے کہ ما جائے کہ آیا کام کے قابل ہے یا نہیں- اس لئے بعض افراد کو نوکری نہیں ملتی کہ وہ ے کام کے قابل نہیں ہوتے- مثلاً کوئی بیمار ہے یا کمزور اور ضعیف العمر ہے لیکن ے لئے یہ لوگ باوجود جسمانی کمزوری، ضعف یا بیماری کے بھی فٹ ہیں بلکہ ان کے ر تخفیف کا معاملہ ہوتا ہے بشرطیکہ دماغ درست ہو- مثلاً کمزور، ناتواں اور معذور پر یں- روزہ فدیہ میں تبدیل ہو جاتا ہے- نماز بیٹھ کر، لیٹ کر یا اشارہ سے پڑھتا ہے- ان بھی اسلامی اعمال سے ریٹائر نہیں ہوتا- بلکہ موت تک معاد کی محنت کا سلسلہ جاری ے- اسلام میں تو آدمی جتنا بوڑھا ہوتا چلا جاتا ہے اسی کے مطابق اللہ تعالی کے یہاں ندر بڑھتی چلی جاتی ہے-

ر عکس معاش کے سلسلہ میں جب دونوں قوتیں کمزور ہو جائیں تو آہستہ آہستہ اس کو ے سبکدوش کر دیا جاتا ہے- اس لئے معاش کی محنت میں ریٹائرمنٹ کا سلسلہ جاری ے- وجہ یہ ہے کہ اس کو اجرت دماغی یا جسمانی قوت کی وجہ سے ملتی تھی- جب ان نوں میں عمر کے لحاظ سے ضعف آگیا تو ریٹائر کر دیا گیا یا ریٹائرمنٹ کی عمر سے پہلے ب ہو گیا پھر بھی نوکری سے نکال دیتے ہیں یا بدن کے کسی حصہ میں نقصان آ گیا تو ور دیکر رخصت کر دیتے ہیں- الحاصل معاشی جدوجہد میں اجرت دو قوتوں کی وجہ ہے- دماغی اور جسمانی

ہم کے **مزدور** -اگرچہ ہر کام میں دماغ اور جسم دونوں ایک ساتھ استعمال ہوتے مدار غالب قوت کو ہے- اگر ذہنی قوت غالب ہے تو ذہنی محنت کی وجہ سے اجرت

لیتا ہے اگر جسمانی قوت غالب ہے تو جسمانی محنت کی وجہ سے اجرت لیتا ہے۔ ذہنی
کرنے والے کے لئے صرف دماغی صلاحیت کافی نہیں جب تک بدن کے لحاظ سے تندر
نہ ہو۔ اسی طرح بدنی محنت کرنے والے کے لئے جسمانی قوت کافی نہیں جب تک ذ
توازن درست نہ ہو۔ پاگل کتنا قوی اور توانا ہو پھر بھی کوئی اس کو اجرت پر مزدور نہیں رکھ

ڈاکٹر، وکیل، پروفیسر، معلم، انجینئر اور سائنس دان ذہنی محنت کی وجہ سے اجر
لیتے ہیں اگرچہ ان کا جسم بھی ان کے کام میں استعمال ہوتا ہے۔ لیکن جسمانی ساری محنت
کے ذہن کے تابع ہوتی ہے۔ اور نہ ان کی جسمانی محنت ایک زمیندار اور گھارا ڈھو
والے کی طرح سخت ہوتی ہے اور نہ یہ افراد زمیندار اور مزدور والی محنت کے عادی ہوتے
۔ یہ افراد ایک دن کے لئے بھی دن بھر مزدوری کرنے والے مزدور کی طرح جسمانی مشقت
برداشت نہیں کر سکتے۔ ان کے مقابلہ میں مزدور، کاشتکار، قلی، ماہی گیر وغیرہ جسمانی مشقت
کی وجہ سے اجرت لیتے ہیں۔ اگرچہ ان کا دماغ بھی استعمال ہوتا ہے لیکن وہ جسمانی مشقت کے
تابع ہوتا ہے۔ اگر ایک وکیل یا ڈاکٹر مزدوری یا کاشتکاری شروع کر دے تو ان کو ایک مزدو
کی تنخواہ ملے گی اس لئے کہ اس کام میں وکیل اور ڈاکٹر کا دماغ اور ان کی صلاحیت استعما
نہیں ہو رہی بلکہ ہو سکتا ہے کہ عام مزدور اپنی جسمانی قوت کی زیادتی کی وجہ سے اس ڈاکٹر او
وکیل (جو مزدوری کر رہے ہیں) سے زیادہ کمائے بعض اوقات پتہ نہیں چلتا کہ ذہنی قوت
کس کام میں زیادہ استعمال ہو رہی ہے یا جسمانی مثلاً ایک الیکٹریشن دماغ اور جسم دونوں
خوب استعمال میں لا رہا ہے۔ پورے طور پر پتہ نہیں چلتا کہ کونسی قوت غالب ہے بہرحال
اجرت ذہنی صلاحیت کی وجہ سے ملتی ہے یا جسمانی قوت کی وجہ سے یا دونوں کی وجہ سے لیکن
اجرت کی بنیاد ذہنی اور جسمانی قوت ہے۔

اجرت کا معیار:۔ جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ اجرت ذہنی یا جسمانی قوت کے استعمال
کی وجہ سے دی جاتی ہے تو معیار کس طرح قائم کریں۔ کس کو زیادہ کس کو کم تنخواہ اور
اجرت دی جائے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ذہنی قوت استعمال کرنے والوں کو ایک برا

اسی طرح سب جسمانی مشقت کرنے والوں کے لئے برابر اجرت مقرر ہو۔
صحیح نہیں۔ کیونکہ دماغی قوت استعمال کرنے والوں کی صلاحیت میں بھی بڑا فرق
اور میدان عمل بھی جدا ہوتے ہیں۔ ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں میں محنت، تجربہ، عمر
استاد، موسم اور ملک وغیرہ امور کی وجہ سے بڑا فرق ہوتا ہے۔ یورپ میں بڑی
قابل اساتذہ اور اعلیٰ تعلیمی معیار کی وجہ سے جو ڈاکٹر اور وکیل یا انجینئر بنتا ہے۔
ملک کے ڈاکٹر اور انجینئر سے بہتر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ دیگر ممالک کے
اور انجینئر وغیرہ سپیلائزیشن (تخصص) کے لئے یورپ کا رخ کرتے ہیں۔ ڈاکٹر تو
بنتے ہیں لیکن یورپ کا ڈاکٹر باصلاحیت اور معیاری ہوتا ہے جس کی وجہ سے لوگ
تعلیم حاصل کرنے کو ترجیح دیتے ہیں لفظ ڈاکٹر کا اطلاق ہر ملک کے ڈاکٹر پر
لیکن عمدہ یا زیادہ تنخواہ اس ڈاکٹر کو ملے گی جو یورپ میں ڈاکٹر بنا ہو اس لئے کہ
معیار بلند ہے۔ یا کوئی خود اپنے فن مثلاً ڈاکٹری میں تعلیمی محنت، عمر یا تجربہ کی وجہ
جائے تو یہ ڈاکٹر بھی عمدہ اور تنخواہ کے لحاظ سے آگے ہوگا۔ اسی طرح جسمانی
والوں کی صلاحیتوں میں بھی عمر اور تجربہ وغیرہ کے لحاظ سے فرق ہوتا ہے ان
میں بھی مساوات ممکن نہیں۔
اچھا کام کرتا ہے ایک ناقص، بعض تجربہ کار بعض اناڑی ہوتے ہیں۔ بعض کا
ہوتا ہے بعض اس میدان کے نووارد ہوتے ہیں لوگ خاندانی پیشہ ور کو ترجیح
تجربہ کار کو معلوم ہوا کہ نہ تو دماغی محنت کرنے والوں کے مابین اجرت میں
صحیح ہے اور نہ جسمانی مشقت کرنے والوں میں ورنہ اچھا استاد، تعلیمی ماحول،
اہم موثر امور بے معنی ہو کر رہ جائیں گے

میں تفاوت:۔ ذہنی محنت کرنے والوں کی تنخواہوں میں بھی تفاوت
جسمانی محنت کرنے والوں کی اجرت میں بھی۔ ایک تفاوت یہ بھی ہے کہ
والوں کو جسمانی محنت کرنے والوں سے زیادہ تنخواہ دی جائے کیونکہ دماغ

اصل ہے اور جسم اس کے تابع- دماغی محنت کرنے والا جسمانی لحاظ سے کمزور اور نحیف ہو سکتا ہے لیکن کمزور اور نحیف جسمانی مشقت نہیں کر سکتا- تمام علوم وفنون کا موجد دما ہے- حکومت کو چلانے کے لئے اعلیٰ ذہنی صلاحیت ہی درکار ہوتی ہے اس میں جسم کی حیثیت ثانوی ہوتی ہے- سعودی عرب کا مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز نابینا تھا- ایک جسمانی کمزوری تھی لیکن اعلیٰ ذہنی صلاحیت کی وجہ سے مفتی اعظم کے مسند پر فائز تھ بڑے بڑے انقلابات لانے والے لوگ اچھی ذہنی صلاحیت کے مالک ہوتے ہیں- اس لئے ذہنی محنت کرنے والوں کی تنخواہ زیادہ ہونی چاہیے- اس کا یہ مطلب نہیں کہ غریب مزدور کا خوب استیصال کیا جائے بلکہ مقصد یہ ہے کہ جسمانی محنت کرنے والوں کے مقابلہ میں ذہنی محنت کرنے والوں کو زیادہ اجرت دی جائے لہٰذا اجرت صلاحیت' مہارت' زحمت ومشقت اور حسن کارکردگی کی وجہ سے مقرر کرنی چاہیے- ضرورت کے لحاظ سے اجرت مقرر کرنا صحیح نہیں اس طرح مہارت' صلاحیت' تجربہ اور حسن کارکردگی وغیرہ اہم امور بے معنی ہو کر رہ جائیں گے- پھر فطری طور پر ہر شخص کی خواہش اور آرزوئیں جدا جدا اور بے شمار ہیں- کسی کو عمدہ کپڑے اچھے کھانے اور بڑھیا مکان کی خواہش ہوتی ہے کوئی عزت اور شہرت کو پسند کرتا ہے کوئی اقتدار کا بھوکا ہوتا ہے کوئی سیر وشکار کا شوقین ہے کوئی کام کارسیا ہے- کوئی کام چور ہے- ان امور کی وجہ سے کسی کی ضرورتیں زیادہ ہوں گی کسی کی کم- کسی کے بچے زیادہ ہوں گے کسی کے کم- کسی کی ضرورتیں اختیاری ہوں گی کسی کی اضطراری جس کی وجہ سے جھگڑے اور اختلاف کا خطرہ رہے گا علاوہ ازیں ہر آدمی کی ضرورتوں کا معلوم کرنا بھی مشکل ہے کوئی جھوٹ بولے گا کوئی سچ- اس طرح اجرت طے کرنا مشکل ہو جائے گا-

اجرت کے بارے میں اسلامی تعلم :- حضورؐ کا ارشاد ہے اخوانکم خولک جعل اللہ تحت ایدیکم فمن کان أخوہ تحت یدہ فلیطعمه مما یأکل ولیلبسه مما یلبس — تمہارے خدام تمہارے بھائی ہیں اللہ نے ان کو تمہارا ماتحت بنایا پس جس کے

ں کا بھائی ہے اس کو وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے ایک رشاد ہے نہی عن استجار الاجیر حتی بین له أجره - اجیر کو اس کی اجرت بغیر مقرر کرنا منع ہے-

حدیث میں فرمایا من استأجر أجیرا فلیعلمه اجره- جو جس کو اجیر بنائے اس کو اس کی اجرت

ے-

یثوں سے معلوم ہوا کہ ملازم اور مزدور تمہارے بھائی ہیں اور بھائیوں کے ساتھ اچھا ک ہونا چاہیے اور دونوں آپس کی رضامندی سے اجرت طے کرلیں- اگر مزدور اور کسی اجرت پر راضی نہیں تو کہیں اور مزدوری تلاش کرلے- جیسے آج کل لوگ نیں اختیار کرتے وقت سکیل اور تنخواہ معلوم کرکے اختیاری طور پر ملازم ہو جاتے ہیں سکیل اور تنخواہ معلوم نہ ہو تو کوئی ملازمت کے لئے درخواست ہی نہیں دیتا- پہلی یث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان ملازمین کو مختلف مراعات سے نوازا جائے- کا فرمان ہے اعطوا الاجیر فی عمله - مزدور کو اس کی محنت کے (ثمرات) سے -آج کل تنخواہ کے علاوہ مختلف الاونس اسی وجہ سے دیے جاتے ہیں- اس حدیث میں بھی ری مراعات کی طرف اشارہ ہے- کیونکہ فرمایا کہ اس کے عمل سے کچھ دو- اجرت تو ہو چکی ہے- ان مزدوروں اور ملازمین کے جو ثمرات سرمایہ دار اور حکومت کو مل رہے ان میں مزدور اور ملازم کو شامل کرو- ایسا نہ ہو کہ وزراء' نوکر شاہی اور سرمایہ دار سب ن کھا جائیں اور مزدور اور ملازم صرف ان کو دیکھ کر للچاتا رہے-

مایہ دار اور حکومت کی غلطی -اول تو سرمایہ دار اور حکومت مزدور زم کو جائز عادلانہ اجرت نہیں دیتے پھر سب ثمرات بھی خود کھاتے ہیں عامل' مزدور زم کو اس میں شامل نہیں کرتے- حکومت بعض ملازمین کو لاکھوں روپے کی تنخواہ — ی مراعات سے نوازتی ہے- بعض ملازمین کو تنخواہ' گاڑی' بنگلہ' علاج' تعلیم وغیرہ

امور میں خوب نوازتی ہے اور بعض ملازمین کو فری علاج کی بھی اجازت نہیں ہوتی۔ ... لوگ انسان نہیں ۔ بشری ضروریات سے عاری ہیں ایک تو فی نفسہ تنخواہ کم ہوتی ہے ... مراعات مثلاً علاج وغیرہ بھی مفت نہیں ہوتا ۔ دوسری طرف مہنگائی بڑھتی ہے تنخواہ نہیں بڑھتی ۔ اس طرح یہ غریب ملازمین مہنگائی اور غربت کے دوپاٹوں میں پستے رہتے ہیں ... طرح بعض اوقات سرمایہ دار اور حکومت بلا کسی وجہ کے اجرت بروقت نہیں دیتی ۔ ... حضورؐ کا فرمان ہے اعطوا الاجیر اجرہ قبل ان یجف عرقہ ۔ مزدور کو اس کا پ... خشک ہونے سے قبل اجرت دو ۔ ایک حدیث میں فرمایا مطل الغنی ظلم مالدار کا (اد... حق میں) ٹال مٹول تاخیر ظلم ہے

اجرت کے ملحقات ۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آجر اور اجیر کے مابین اجرت کے علاوہ کوئی تعلق نہیں ۔ اجیر صرف اپنی اجرت کا مستحق ہے اس کو اجرت کے علاوہ کچھ ... دیا جائے ۔ لیکن گہری نظر سے دیکھا جائے تو بطور احسان کے اجرت کے علاوہ بعض سہولیات کا مستحق ہے اول تو یہ دیکھیں کہ اصل عامل پیدائش یہی مزدور اور ملازم ہے اگر یہ محنت ... کرے تو پورا معاشی نظام تباہ ہو جائے گا ۔ دیگر عاملین پیدائش مثلاً سرمایہ وغیرہ برائے نام ... ساری دنیا کو مزدور کی محنت کا صلہ مل رہا ہے ۔ ابن خلدون فرماتے ہیں کثرۃ الاعمال سبب لکثرۃ الثروۃ دولت کی کثرت اعمال کی کثرت کی وجہ سے ہے ۔ ان الکسب ھو قیمۃ الاعمال البشریۃ کمائی صرف انسانی اعمال کی قیمت ہے ۔ حضورؐ نے ایک مزدور کے ہاتھ چومے ہیں حالانکہ اس نے آپؐ کے ساتھ مزدوری نہیں کی تھی ۔ فرمایا الکاسب حبیب اللہ ۔ کمائی والا اللہ کا دوست ہے ۔ فرمایا فاذا کلفتموھم فاعینوھم ۔ جب مزدوروں کو تکلیف میں ڈالو تو ان سے تعاون کرو ۔ اسی طرح فرمایا ان مزدوروں کو وہی کھ... خود کھاتے ہو وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو ۔ اس لئے حکومت اور سرمایہ دار کی اخلاقی ذمہ دا... بنتی ہے کہ مزدور کے کھانے 'لباس' علاج اور رہائش کا خیال رکھے ۔ مزدور کو کوئی ...

بقیہ صفحہ ۴۸ پر

اخبار الجامعہ

مولانا تحمید اللہ جان

...کے تعمیراتی منصوبوں میں کمپیوٹر اور کینٹین کیلئے کمرے :-

...قارئین العصر کو یاد ہوگا کہ جامعہ کی توسیع کے لئے دس مرلے کا پلاٹ 4 لاکھ ... میں خریدا گیا تھا ۔ پچھلے سال اس پر دو منزلہ تعمیر ہوئی ۔ نو کمرے اور تین بڑے ہال ... گئے ۔

...دوسری منزل طلبہ کے رہائشی کمروں کے علاوہ اساتذہ کے ایک کمرے اور ایک ...خانہ (لائبریری) پر مشتمل ہے جبکہ پہلی منزل میں طلبہ کا ہاسٹل دارالضیوف (مہمان ...اور دفتر اہتمام کے علاوہ طلبہ کے لئے کپڑے دھونے کی جگہ بیت الخلاء اور غسل ...ہیں ۔

...جامعہ کی اس توسیع کے باوجود طلبہ کے سالانہ داخلے جب کئے گئے تقریباً" پچاس ...ہائشی کمروں سے محروم رہے ۔ ان طلبہ کو مجبوراً" جامعہ کی مسجد میں کچھ مدت کے لئے ...یا ۔

...تعمیراتی کمیٹی کے مشورہ پر پرانی عمارت پر نئے کمرے بنوانے کا فیصلہ کیا گیا لیکن ...کے نقشہ میں مسئلہ یہ تھا کہ مشرق کی جانب پرانی عمارت پر اگر کمرے بنواتے تو اس پر ...رے بنتے تھے ۔

...جنوب کی جانب پرانی اور نئی عمارت کے درمیان موجود تین کمروں کو اگر ختم ...مشرق کی جانب کمرے بناتے تو سات کمرے بنتے تھے ۔

...آخر میں یہ طے ہوا کہ تخریب برائے تعمیر کے تحت درمیانے تین کمروں کو ختم ...اس کا ملبہ (میٹریل) تین کمروں میں استعمال لیا جائے اور اس کے ساتھ نئے کمرے ...ئے جائیں ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پہلی منزل میں دو کمرے اور دوسری منزل
کمرے اور دو بڑے ہال بنائے گئے - واضح رہے کہ دوسری منزل میں دو بڑے ہال
رہائش کے لئے ایک کمرہ اساتذہ کے لئے ایک کمرہ دارالافتاء اور ایک کمرہ ماہنامہ العصر
کے لئے منتخب کیا گیا -

اساتذہ کے مشورہ پر پہلی منزل میں ایک کمرہ کمپیوٹر کے لئے منتخب کیا گیا
عصری تقاضوں کے پیش نظر جامعہ میں کمپیوٹر کی کمی محسوس کی جا رہی تھی اس لئے
کے مشورہ پر طلبہ کے لئے باقاعدہ کمپیوٹر ادارہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا -

اس ادارہ میں کمپیوٹر کورس کا انتظام کیا جائے گا - اس کے لئے طلبہ کے
گروپ بنائے جائیں گے تاکہ کمپیوٹر سیکھنے میں آسانی ہو - فی الحال جامعہ میں ایک
موجود ہے جو جامعہ کے ایک خیر خواہ نے خریدا ہے لیکن ایک کمپیوٹر، کمپیوٹر سکھانے
لئے کافی نہیں بلکہ اس کے لئے مزید چند کمپیوٹر رکھے جائیں گے -

صاحب استطاعت حضرات کے لئے ایک نادر موقع ہے کہ طلبہ کے لئے کمپیوٹر
خریدنے کے لئے تعاون کریں تاکہ جدید تقاضوں کے مطابق طلبہ حقیقی میدان میں
بڑھنے میں دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

دوسرے کمرے کا انتخاب کینٹین کے لئے کیا گیا تاکہ طلبہ 10 بجے تفریح
وقت اور عصر کے بعد فارغ وقت میں سہولت کے ساتھ چائے نوش کیا کریں - جامعہ
تاحال طلبہ کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے کینٹین کے لئے ایک ملازم رکھ کر کینٹین
شروع کیا ہے - کینٹین کی نگرانی کے لئے تین اساتذہ پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی ہے
کینٹین کے ملازم سے کرایہ، بجلی اور گیس کا حساب کتاب کرے گی - کسی بھی وقت
میں موجود سودا اور چائے کی چیکنگ کرکے ریٹ کے بارے میں معلوم کیا جائے گا۔

پڑھائی کے اوقات میں کینٹین بند رکھا جائے گا -

اس کے علاوہ جامعہ کے شرقاً" اور شمالاً" ایک ایک کوارٹر اساتذہ کے لئے
اور اس کے نچلے منزلوں میں ایک کمرہ مطبخ اور ایک کمرہ تندور کے لئے بنایا گیا
جامعہ 27 کمروں تین بڑے ہال اور ایک مسجد پر مشتمل ہے -

جامعہ کے لئے چراٹ روڈ پر وقف شدہ زمین کی چار دیواری مکمل ہوگئی ہے -
نقشہ تیار ہونے والا ہے -
نقشہ مکمل ہونے کے بعد انشاء اللہ جلد از جلد اس پر کام شروع کیا جائے گا -

---

بقیہ صفحہ ۳۷

کے اس اقدام بغاوت کو نظر تحسین سے نہیں دیکھے گا، چہ جائیکہ وہ اس کی تقلید
عام دینے کی جسارت کرے -

(بشکریہ محدث لاہور)

بقیہ صفحہ ۲۹ سے

اسلام میں جو دارالافتاء قائم ہیں ان کو بھی قانونی حیثیت دی جائے اور وہ سرکاری
دارالافتاء کے تابع ہوں - جہاں سے ان کے فتاوی کی تصدیق ہو - اس طرح سے ان فتاوی
کی حیثیت بھی مستند اور سرکاری ہو جائے گی اور وہ قانونی طور پر نافذالعمل ہوں گے
اگر یہ تجاویز قبول کرلی جائیں تو دارالافتاء کے نظام کی تفصیل مہیا کی جاسکتی ہے -

بنوں
برانڈ
ٹریڈ
مارک
معیار میں
اعلیٰ

وابل الادم

۱۶ سولہ اجزاء مجموعہ

بنوں
سالن مصالحہ

سُرخ، دھنیا، ہلدی، لہسن، میتھی، زیرہ، کالی مرچ
جلوتری، الائچی کلاں، امچور، اناردانہ، تیز پتہ
، لونگ، اور ٹماٹر پاؤڈر

حاجی مقبول الرحمٰن، شاقیاز خان

گل آباد کالونی دلہ زاک روڈ پشاور - پاکستان

بقیہ صفحہ ۴۴ سے

پٹش آجائے تو اس میں مدد کرے۔ ریٹائر ہو جائے تو پنشن مقرر کردے۔ سرمایہ دار اور حکومت کا مزدور کو اجرت کے ان ملحقات سے نوازنا مزدوروں کے احسان کا بدلہ احسان کی صورت میں ادا کرنا ہے۔ اگر حکومت اور سرمایہ دار اجرت اور ملحقات اجرت میں عدل، انصاف اور احسان سے کام لے تو محنت اور اجرت کے مابین صحیح توازن کے قیام کے ساتھ معیشت کا نظام بگڑنے سے دور ہوگا۔ اور سرمایہ دار، حکومت اور مزدور ملازم کے مابین اخوت اور محبت کی فضاء قائم ہوگی۔

معیار اور کوالٹی ہماری پہچان

گھروں دفاتر اور مساجد و مدارس کے لیے یکساں ضرورت
فرش کو خوبصورت اور پائیدار بنانے کے لیے
ہماری خدمات حاصل کریں۔

رضا ماربل اینڈ چپس فیکٹری

ورسک روڈ پشاور، فون 091-272073